مکمل ٹائم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۲۰ | ۱۱ تا ۱۷ ذیقعدہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۶ جنوری تا یکم فروری ۲۰۰۱ء | شمارہ نمبر ۳۶

قادیانی تحریک

پس منظر اور پیش منظر

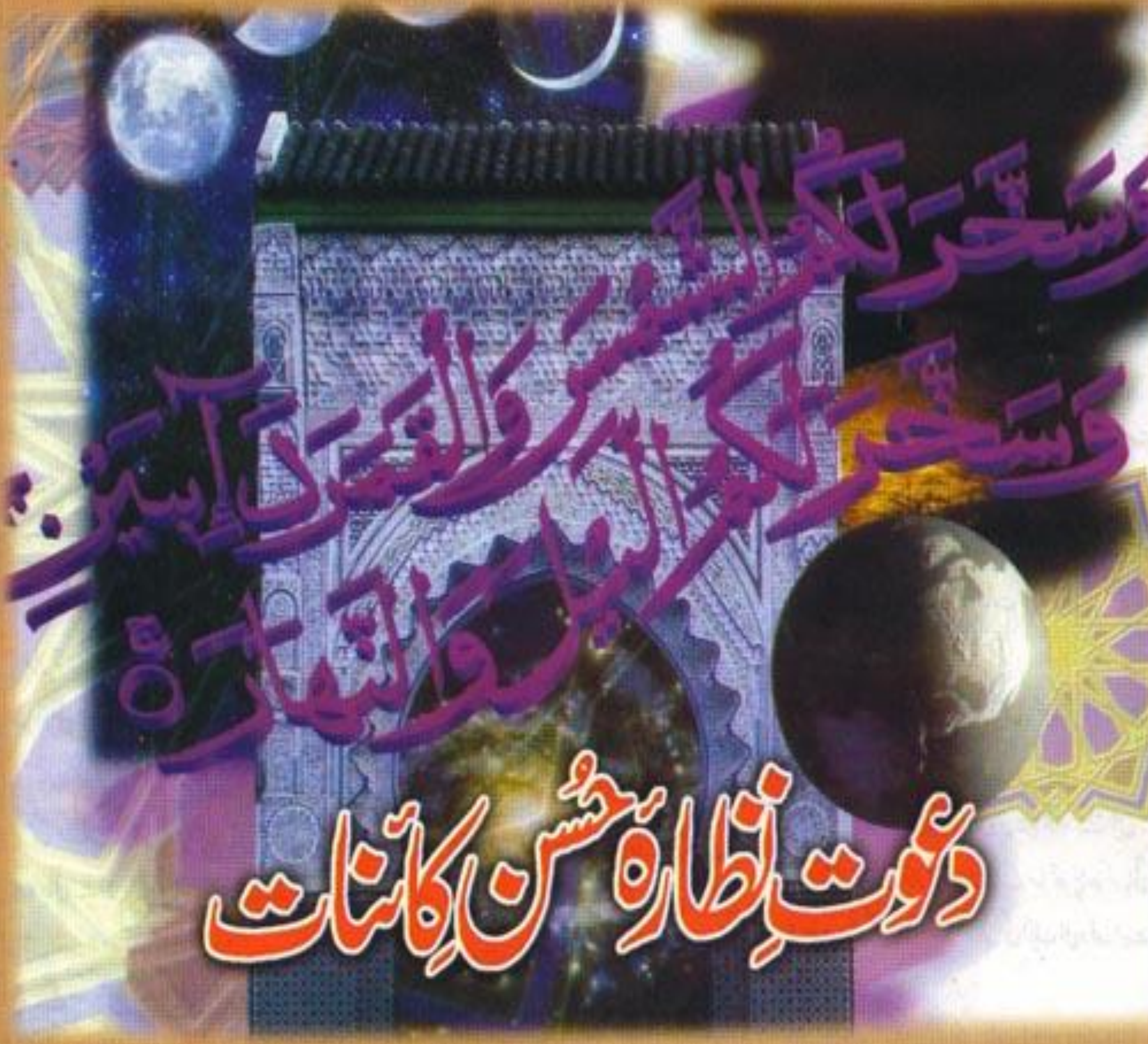

دیکھا ہے وہ عالم کہ فراموش نہ ہوگا

قیمت: ۵ روپے

Email:webmaster@khatme-nubuwwat.org

سنت نمازوں کی ادائیگی

سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ:

س…… سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ کسے کہتے ہیں؟

ج…… جس چیز کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر پابندی فرمائی ہو اور جس کے ترک کو لائق ملامت قرار دیا گیا ہو وہ سنت مؤکدہ ہے اور جس چیز کی ترغیب دی گئی ہو مگر اس کے چھوڑنے پر ملامت نہ کی گئی ہو وہ سنت غیر مؤکدہ اور اسی کو مستحب اور مندوب بھی کہا جاتا ہے۔

سنن و نوافل کیوں اور کس کیلئے پڑھے جاتے ہیں؟

س…… نماز ہم پر فرض ہے اس کو ہم پڑھتے ہیں۔ فرض کے علاوہ سنتیں کیوں ضروری ہیں؟ فرض اللہ کے واسطے اور سنتیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہیں، یہ واسطے پر بھی ذرا روشنی ڈالئے کہ تاکہ مسئلہ معلوم ہو جائے؟

ج…… نماز تو چاہے فرض ہو چاہے سنت و نفل ہو سب اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہوتی ہیں۔ یہ خیال غلط ہے کہ سنتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہیں۔ فرض نماز میں جو کمی (یعنی خشوع و خضوع میں جو کمی) رہ جاتی ہے اس کو پورا کرنے کے لئے سنتیں اور نفل ہیں۔

کیا آج کے مشینی دور میں صرف فرض پڑھ لینا کافی ہے؟

س…… کیا فرض نمازوں میں صرف فرض ادا کرنے سے نماز ہو جاتی ہے؟ جبکہ سنت، نفل وتر واجب نہ پڑھے جائیں؟ ہمارے ایک عزیز کا کہنا ہے کہ آج کے مشینی دور میں کسی کو اتنی فرصت نہیں ہے کہ سنت و نفل بھی پڑھے۔ نیز غیر ممالک جو کہ اسلامی ہیں، مسلمان عورتیں و مرد اسی طریقہ سے صرف فرض پڑھ کر نماز ادا کرتے ہیں۔ اور اگر انہیں منع کیا جائے تو کہتے ہیں کہ انسان کی نیت درست ہونی چاہئے اور بالکل ہی نماز چھوڑ دینے سے بہتر ہے صرف فرض ہی پڑھ لئے جائیں۔ کیا نماز پڑھنے کا یہ طریقہ درست ہے؟

ج…… فرض تو فرض ہے اور وتر کی نماز واجب ہے۔ گویا عملاً وہ بھی فرض ہے اس کا چھوڑنا گناہ ہے اور اگر وقت پر نہ پڑھ سکے تو قضا لازم ہے۔ سنت مؤکدہ کا چھوڑنا برا ہے اور اس کے چھوڑنے کی عادت ڈالینا بھی گناہ ہے۔ سنت غیر مؤکدہ اور نوافل میں اختیار ہے خواہ پڑھے، یا چھوڑ دے۔

مشینی دور کی مصروفیات کے باوجود خرافات کے لئے، گپ شپ کے لئے، تفریح کے لئے اور نامعلوم کن کن چیزوں کے لئے وقت نکالا جاتا ہے، تو مشینی دور کی عدیم الفرصتی کا نزلہ نماز ہی پر کیوں گرایا جائے؟ رہا یہ کہ "آدمی کی نیت درست ہونی چاہئے" بالکل بجا ہے لیکن اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ آدمی کا عمل خراب ہونا چاہئے۔ نیت کے ساتھ عمل کا درست ہونا بھی تو ضروری ہے۔ ورنہ نری نیت سے کیا ہوگا۔

سنت مؤکدہ کا ترک کرنا کیسا ہے؟

س…… سنت مؤکدہ کن مجبوریوں کی بنا پر ترک کی جاسکتی ہے کیا انہیں وقت گزرنے کے بعد بھی ادا کیا جاسکتا ہے؟

ج…… سفر، مرض یا وقت کی تنگی کی وجہ سے نہ پڑھ سکے تو دوسری بات ہے ورنہ سنت مؤکدہ کا ترک کرنا بہت برا ہے۔ وقت گزرنے کے بعد سنت کی قضا نہیں ہو سکتی اور فجر کی سنتیں نصف النہار سے پہلے پہلے پڑھ لینی چاہئیں۔

سنتیں گھر میں پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں؟

س…… سنتیں آدمی مسجد میں بھی پڑھ سکتا ہے اور گھر پر بھی۔ سنا ہے گھر پر پڑھنا افضل ہے؟

ج…… گھر پر سنتیں پڑھنا افضل ہے۔ مگر اس کے لئے شرط یہ ہے کہ گھر کا ماحول پر سکون ہو اور اس کو گھر جاتے ہی گھریلو کاموں کی تشویش لاحق نہ ہو جائے اگر ایسا اندیشہ ہو تو مسجد میں سنتیں پڑھنا افضل ہے۔

کیا سنت و نفل نماز میں وقت نماز کی نیت شرط ہے؟

س…… کیا سنت اور نوافل میں بھی وقت نماز کی نیت کرنی چاہئے؟

ج…… سنت و نفل کے لئے مطلق نماز کی نیت کافی ہے۔ اس میں وقت اور رکعات کی نیت کرنے کی ضرورت نہیں۔

سنت، نفل، وتر کی اکٹھی نیت درست نہیں:

س…… کیا ہم اکٹھی رکعت کی نیت باندھ سکتے ہیں؟ یعنی مثلاً عشا کی نماز فرض امام کے ساتھ پڑھ کر باقی ۲ سنت، ۲ نفل، ۳ وتر، ۲ نفل کی ایک ہی دفعہ نیت باندھ لی جائے؟

ج…… سنت، نفل، وتر الگ الگ نمازیں ہیں ان کی اکٹھی نیت باندھنا درست نہیں۔

htt://www.khatme-nubuwwat.org.pk

ہفت روزہ ختم نبوۃ

۱ تا ۷ ذیقعدہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۶ جنوری تا یکم فروری ۲۰۰۱ء

جلد: ۱۹ — شمارہ: ۳۶

سرپرست اعلیٰ: حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

سرپرست: حضرت مولانا سید نفیس الحسینی مدظلہ

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا مفتی محمد جمیل خان

مدیر: مولانا اللہ وسایا

☆ بیادگار ☆

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہلسنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت:

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر
مفتی نظام الدین شامزی، مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلالپوری، علامہ احمد میاں حمادی
مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

☆..........☆..........☆

سرکولیشن مینجر: محمد انور، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، کمپیوٹر کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

توہین رسالت قانون کے خلاف منظم مہم .... (اداریہ) 4
قادیانی تحریک، پس منظر، پیش منظر .... (ڈاکٹر اے سلیمری) 6
مسلم معیشت کو بحران میں مبتلا کرنے کی سازشیں .... (حامد سلطان) 9
دعوت نظارۂ حسن کا نکتہ .... (مولانا محمد اشرف کھوکھر) 11
مکہ میں قائم .... (ساجد محمود مسلم) 14
ظفر اللہ قادیانی کا اصل روپ .... (م۔ب سابق قادیانی) 19
سالانہ رد قادیانیت کورس، چناب نگر .... (نمائندہ خصوصی) 22
تاریخی ڈائری 24
تبصرۂ کتب 25

زر تعاون بیرون ملک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۵۰ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۵ روپے — سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی: ۱۲۵ روپے

چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
نیشنل بینک پرانی نمائش برانچ اکاؤنٹ ۵۹۹۵
کراچی (پاکستان) ارسال کریں

لندن آفس
35 Stockwell Green,
London. SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ، ملتان
فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M. A. Jinnah Road, Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ختم نبوة

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

توہین رسالت قانون کے خلاف منظّم مہم

ہم اس سے قبل تحریر کر چکے ہیں کہ ایک نام نہاد روحانی تنظیم نے توہین رسالت قانون کے خلاف مہم کے آغاز کا اعلان کیا ہے، اس تنظیم نے چند دن قبل ایمپریس مارکیٹ میں ایک معمولی سا مظاہرہ کرنے کی کوشش کی۔ دسیوں افراد بینر لے کر کھڑے ہوگئے تو حکومت نے ان کو گرفتار کر لیا۔ پندرہ افراد گرفتار کر لئے، اس کے بعد ایک دن اچانک تبت سینٹر پر چند عورتوں نے مظاہرہ کر کے کچھ دیر لوگوں کو پریشان کیا اور اب گزشتہ روز ۱۶/ جنوری کو جامعہ کلاتھ میں چند عورتوں اور مردوں نے دھرنا دینے کی کوشش کی، تین گھنٹہ تک لوگ پریشان رہے، ٹریفک جام ہوگیا اور ان کا مطالبہ تھا کہ گرفتار شدگان کو رہا کیا جائے اور ۲۹۵-اے، بی، سی کے غلط استعمال کو ختم کیا جائے۔

۲۹۵-اے، بی، سی دراصل توہین رسالت، توہین قرآن کریم اور توہین شعائر اسلام سے متعلق ہے اس زمرے میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیا کرام علیہم السلام آتے ہیں، اس لئے اس قانون کی خلاف ورزی کا تصور نہیں ہو سکتا، کیونکہ ایک مسلم ملک میں غیر مسلم اقلیت اتنی جرأت نہیں کر سکتی کہ وہ براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا قرآن کریم کی توہین کے مرتکب ہو جائیں یہی وجہ ہے کہ مسلم ممالک میں غیر مسلم اقلیتیں نام نہاد مسلمانوں کو استعمال کرتی ہیں جس طرح رشدی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات کے خلاف ہجو اس کرنے کے لئے چنا گیا، اس طرح پاکستان میں بھی مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد گوہر شاہی، یوسف ملعون، عتیق الرحمن عثمانی، ڈاکٹر عثمانی، ڈاکٹر گورایہ، محمد شیخ، عمر احمد عثمانی طاہر مکی، محمد احمد عباسی جیسے لوگ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین، حضرات انبیا کرام علیہم السلام کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو جب لگام دینے کی کوشش کی جاتی ہے اور مقدمہ کے ذریعہ ان کو پابند کیا جاتا ہے تو یہ اوچھی حرکتیں کرتے ہیں، بجائے اس کے خود توبہ کریں، مسلمان کو نصیحت کرنے لگتے ہیں کہ وہ توہین رسالت کا مفہوم سمجھیں۔ اسلام کا عقیدہ نزول عیسیٰ علیہ السلام اور تشریف آوری امام مہدی رضی اللہ عنہ کو آڑ بنا کر ہر مجتہد اور محقق اور دشمن کا آلہ کار اسلام پر ضرب لگانے کی کوشش کرتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی جیسے مناظر اسلام بنا۔ امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور پھر، مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور یہاں تک کہ نعوذ باللہ محمد رسول اللہ بننے کی کوشش کرنے لگا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر اس کی تردید شروع کی تو مرزا نے اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی شروع کر دی، توبہ کرنے کے بجائے اکابرین امت پر لعنت برسانے لگا۔ یہی صورت حال آج گوہر شاہی اور یوسف ملعون اور عتیق الرحمن عثمانی اور ہر مدعی مہدی کی ہے، اپنی تاویل اور غلط روش پر اتنی مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں کہ پوری دنیا پر جماعت کی مہر لگانے کے لئے تیار ہیں مگر کسی صورت میں توبہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اپنی گمراہی پر نہ صرف ڈٹے ہوئے ہیں بلکہ پوری امت کو مجبور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ گوہر شاہی کے چند عقائد باطلہ ملاحظہ فرما کر فیصلہ کریں کہ ان کو عدالت نے سزا صحیح دی یا نہیں؟ اس کے بعد احتجاج کرنے والوں سے پوچھیں کہ ان کا مقصد کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کی توہین: ”نماز میں ایک کڑی شرط ہے کہ ہم اللہ کو دیکھ رہے ہوں یا اللہ ہمیں دیکھ رہا ہو، ظاہر ہے ہم اللہ کو نہیں دیکھ رہے اور اللہ بھی ہمیں نہیں دیکھتا۔“ (روشناس ص ۲۳)

”جس دل میں خدا کی محبت ہے وہ خواہ کسی مذہب سے ہے یا نہیں ہے وہ جہنم میں نہیں جا سکتا۔“

"اس سے پہلے شریعت محمدی..... اس کے بعد شریعت احمدی شروع ہو جاتی ہے، اس کی جو نماز ہوتی ہے وہ روحانی نماز ہوتی ہے۔"

(حوالہ آڈیو کیسٹ تقریر نشتر پارک)

قرآن پاک میں ہے: "دع نفسک و تعال" یہ الفاظ قرآن کریم میں کہیں بھی نہیں ہیں۔" (مینارہ نور ص ۲۶)

"لہذا تیس پارے ظاہری قرآن پاک کے، دس پارے باطنی، کل ملا کر اس طرح چالیس پارے ہو گئے۔" (حق کی آواز ص ۵۴)

"فرمایا ایک دفعہ شیطان سے ہماری گفتگو ہوئی۔ اس نے کہا کہ دراصل میں بھی کچھ کرتا ہوں یہ سب دراصل ہوس اور خدا کی ملی بھگت ہے اور میں جو کچھ بھی کرتا ہوں یہ سب اس کی مرضی ہی سے کرتا ہوں۔" (یادگار لمحات)

یہ اور ان جیسی بکواسات، توہین انبیا کرام علیہم السلام، توہین حضور صلی اللہ علیہ وسلم، توہین قرآن کی گئی ہے، گوہر شاہی کو سزا ہوئی۔ یوسف ملعون کو سزا ہوئی۔ اب ان سزاؤں کے خلاف یہ لوگ ایک نئے نام سے احتجاجی مہم پر اترے ہیں۔ ان کو سمجھنا چاہئے کہ وہ اسلام کے دائرے میں پورے کے پورے داخل ہو جائیں ورنہ ان پر بھی خدا کا غضب آئے گا۔ ہم حکمرانوں پر بھی واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ان کو لگام دیں ورنہ مسلمان لگام دیں گے۔ انشاء اللہ پاکستان میں توہین رسالت قانون کو ختم کرنے کا خواب دیکھنے والے احمق تو ہو سکتے ہیں اہل عقل نہیں ہو سکتے۔ ان کی بہتری اسی میں ہے کہ وہ اس احتجاجی مہم کو ختم کر کے اپنے پیشواؤں کو بھی سمجھائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں خیر ہے۔

طالبان پر بلاجواز پابندی

امیر المومنین ملا محمد عمر نے علما کرام اور تمام مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ امریکہ اور اقوام متحدہ کی جانب سے افغانستان پر ترددی پابندیوں کو تسلیم نہ کریں اور افغان مسلمانوں کا بھرپور ساتھ دیں کیونکہ دراصل امریکہ، مغرب، اقوام متحدہ کے ذریعہ اسلامی ریاست کو ختم کرنے کے درپے ہے۔ اگر مسلمانوں نے اس وقت افغانستان کا ساتھ نہیں دیا اور اسلامی ریاست کو ختم کرنے کی اسلام دشمن قوتوں کی مہم کامیاب ہو گئی تو آئندہ کسی ملک کو اسلامی قوانین کے نفاذ کی جرأت نہیں ہو سکے گی، امیر المومنین ملا محمد عمر نے حکمرانوں سے بھی یہی اپیل کی ہے۔ ہم ان سطور میں طالبان کے اسلامی نظام کی مکمل حمایت کر چکے ہیں اور واضح کر چکے ہیں کہ طالبان سے دشمنی صرف اسلام کی وجہ سے ہے اور آج دنیا نے اس کا مشاہدہ بھی کر لیا ہے مگر حکمران ہی اسلام کے مخالف ہیں، اس لئے سعودی عرب نے تسلیم کرنے کے باوجود سفیر واپس بلا لیا، دوسرے ممالک نے سفراہی نہیں بھیجے، پاکستان نے صرف تعلق برقرار رکھا ہوا ہے۔ چین سے تعلقات بحال ہونے کی کوشش ہوئی مگر اس کو ڈرا دیا گیا۔

دوسری طرف روس، انڈیا، مغرب، اقوام متحدہ اور خود امریکہ نے بھی روس کے ساتھ گٹھ جوڑ کر لیا کہ افغانستان کو سبق سکھانے کے لئے فوجیں اتاریں گے۔ امریکہ بھی بار بار حملے کی دھمکی دیتا ہے، پاکستان کے علاوہ کسی نے اس کا جواب نہیں دیا۔ آسانی کے ساتھ سلامتی کونسل نے پابندی کی منظوری دے دی۔ اس پابندیوں کو افغان عوام کو برداشت کریں گے۔ کہیں ان پابندیوں کا مقصد پاکستان کو نقصان پہنچانا تو نہیں ہے، اس لئے اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ جس طرح چند دینی جماعتوں نے آل پارٹیز کے ذریعہ پابندیوں کی مذمت کی ہے، اس طرح علما کرام مسلم حکمرانوں کو مجبور کریں کہ وہ ان پابندیوں کے خلاف طالبان کی بھرپور حمایت کریں تاکہ کل کسی دوسرے اسلامی ملک کے خلاف اسی طرح کی پابندی لگانے کی کسی کی ہمت نہ ہو۔ فوری طور پر تمام اسلامی ممالک اقوام متحدہ سے علیحدگی اختیار کریں، اسی طرح علما کرام اور عوام الناس کی تمام اشیائے ضرورت کو جمع کر کے طالبان کو پہنچائیں تاکہ پابندیوں کے خلاف اقدامات ہو جا سکیں۔

ختم نبوۃ

زیڈ اے سلیمری

قادیانی تحریک

پس منظر ...... اور ...... پیش منظر

زیڈ اے سلیمری کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں، وہ صف اول کے کہنہ مشق اور اصول پرست صحافی تھے۔ انہوں نے مرزائیت کی گود میں جنم لیا، اسی ماحول میں پرورش پائی، لیکن انگریز کے اس خود کاشتہ پودے کے دام تزویر میں نہ آسکے اور ان کے جرأت مندانہ ذہن نے مرزائیت کے دجل و فریب اور مکر و تلبیس کے خلاف بغاوت کردی۔ زیر نظر مضمون اس کا تحقیقی شہ پارہ ہے جو آج سے تیس برس قبل تحریر کیا گیا، اس میں مرزائیت کے خدوخال کو نمایاں کرنے کے ساتھ ساتھ ان حالات و واقعات کا بھی تجزیہ ہے جن کے تحت مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور وہ اس کے محرک بنے۔ مضمون اپنی اہمیت و افادیت کے پیش نظر ہدیہ قارئین ہے۔

احمدیہ تحریک جسے عرف عام میں قادیانی تحریک کہا جاتا ہے، کیسے معرض وجود میں آئی، اس سوال کا جواب اس وقت تک سمجھ میں نہیں آسکتا جب تک ہم ولیم ہنٹر کی اس رپورٹ کا تفصیلی جائزہ نہ لیں جو انہوں نے ''ہمارے ہندوستانی مسلمان'' کے عنوان سے برطانوی حکومت کو پیش کی تھی اور جس پر :

''کیا وہ برطانوی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے کے مذہباً پابند ہیں۔''

کا اشتعال انگیز ذیلی عنوان ثبت تھا۔ یہ رپورٹ ۱۸۷۰ء میں کتابی شکل میں شائع ہوئی۔ وہائٹ ہال میں اس پر گہرا غور و فکر ہوا اور اس رپورٹ کے مندرجات کی اساس پر مسلمانان ہند کے متعلق ایک نئی پالیسی اختیار کی گئی۔ ۱۸۸۸ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے جو نبوت کا دعویٰ کیا، ایک ایسی نبوت جس کا مقصد اولیٰ یہ تھا کہ مسلمانوں پر جہاد کی پابندی ختم کی جائے اور انہیں برطانوی حکومت کے زیر سایہ امن و امان سے رہنے کی تلقین کی جائے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس کتاب کا مرزا قادیانی کی نبوت سے کیا تعلق ہے؟

سر ولیم ہنٹر کو جو ملکہ ہند کی حکومت میں ایک اعلیٰ افسر تھے، مسلمانوں کے معاندانہ رویہ پر بے حد تشویش تھی جس کا مظاہرہ سید احمد شہیدؒ کی ملک گیر تحریک میں ہوا تھا۔ جس نے مسلمانوں کو یہ بات ذہن نشین کرادی تھی کہ وہ کسی بھی غیر ملکی اور غیر مسلم حکومت کے زیر سایہ مسلمان نہیں رہ سکتے اور یہ کہ ہندوستان دارالحرب بن چکا ہے۔ دارالحرب کے اس تصور کے بعد مسلمانوں کے سامنے صرف دو راستے تھے :

اولاً ...... غیر ملکی حکومت کے خلاف جہاد کیا جائے اور ہندوستان کو ایک بار پھر دارالاسلام میں تبدیل کیا جائے جہاں مذہب کا جھنڈا لہرائے ...... یا

ثانیاً ...... کسی ایسی جگہ ہجرت کی جائے جہاں اسلامی تعلیمات پر بلا روک ٹوک نہ صرف عمل کیا جاسکے بلکہ ان کی توسیع و اشاعت بھی ہوسکے۔

اس انداز فکر نے مسلمانوں کو جھنجھوڑا اور انہیں ملکہ ہند کی حکومت کے خلاف اگر عملی طور پر نہیں تو ذہنی طور پر بغاوت کے لئے ابھارا۔

ایک اور تحریک، جس کے عروج کا جھنڈا چالیس برس تک پورے شمال مشرقی اور شمال مغربی ہندوستان پر لہراتا رہا۔ اس وقت برطانوی حکومت کے جور و استبداد کا نشانہ بنی ہوئی تھی، لیکن سر ولیم کے نقطہ نظر میں یہ جسمانی جبر و ایذا مسلمانوں کے مسئلہ کا مناسب اور دیرپا حل نہیں تھا۔ اس کے نزدیک اصل حل یہ تھا کہ مسلمان عقیدتاً برطانوی حکومت کا سایہ قبول کرلیں یا کم از کم اسلامی تعلیمات کی توضیح و تشریح اس انداز سے نہ کریں جس سے انگریزی حکومت کے خلاف دشمنی اور نفرت کے جذبات ابھریں۔ یہ کیسے ہوا؟

ظاہر ہے کہ اس کا ایک ہی حل تھا کہ مسلمانوں کے دل و دماغ سے جہاد اور غیر ملکی سامراج کے خلاف بغاوت کا جذبہ نکال دیا جائے لیکن مسلمانوں کی عام رائے اس قسم کی مفاہمت کے لئے تیار نہیں تھی۔

احمدیہ تحریک کے ایک سرسری جائزے سے ہی یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ اس تحریک کا مقصد عظیم اسلامیان ہند کے دلوں میں برطانوی حکومت کے لئے صلح و آشتی کا وہ جذبہ پیدا کرنا تھا جس کی سر ولیم کو آرزو تھی۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات میں جہاد کو منسوخ کردیا گیا اور آیت : ''اولو

الامر منکم" کا مطلب یوں ڈھالا گیا کہ "اولوالامر" سے مراد برسراقتدار حکومت ہے۔ خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ اس لئے:

"عامۃ المسلمین کا یہ سمجھنا کہ احمدی انگریز کا خود کاشتہ پودا ہیں، بلاوجہ نہیں تھا۔"

اور احمدی رہنماؤں کے مسلسل فخریہ اعلانات نے کہ انگریزوں کے ساتھ ان کے گہرے تعلقات ہیں، اس تاثر میں اور وزن پیدا کر دیا۔ یہ بات عام تھی کہ انگریز سرکاری ملازمتوں میں احمدیوں کو ترجیح دیتے ہیں چنانچہ:

"وائسرائے ایگزیکٹو میں ایک ممبر کی حیثیت سے سر ظفر اللہ کا تقرر اس کی ذاتی قابلیت سے زیادہ اسی حقیقت کی وجہ سے تھا۔"

یہ پس منظر اسی احمدیہ تحریک کے متعلق مسلمانوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لئے کافی تھا۔ مسلمان جو اپنے زوال اور اپنی تہذیب کی جگہ مغربی تہذیب کے آجانے سے بے حد مضطرب تھے۔ برتری تہذیب کا یہ احساس اتنا شدید تھا کہ وہ بجا طور پر یہ سمجھنے لگے کہ مغربی تہذیب صرف اسی صورت میں یہاں قدم جما سکتی ہے کہ مسلمانوں کے طریقہ تعلیم کو نیست و نابود کر دیا جائے...... سر ولیم ہنٹر کی کتاب اس حقیقت اور خاص طور پر مسلمانان بنگال کی صورت حال کی غماز ہے۔

تاہم جس چیز نے مسلمانوں کے دل میں احمدیت کے خلاف انتہائی نفرت اور دشمنی پیدا کر دی تھی وہ یہ تھی کہ مرزا قادیانی نے اپنی تحریک اور مشن کی اساس ختم نبوت کے مسلمہ عقیدہ کی قطعی تنقیص پر رکھی۔ یہ بات تو خیر قرین قیاس ہے کہ ایک نئے عقیدے کے عنوان سے ایک نئی نبوت کی بنیاد رکھی جائے۔ جیسا کہ بہاء اللہ نے کیا۔ لیکن اسلام میں ایک نئی نبوت کا دروازہ کھولنا اسلام کی قدروں کے لئے خطرناک طور پر تباہ کن ہے اور اگر اس بات کی سند مل جائے کہ کسی کلمہ گو کو کافر کہا جا سکتا ہے تو:

"دائرہ اسلام میں احمدیوں کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ احمدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر مسلمان نہیں ہو جاتے۔ جس طرح عیسائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مان کر یہودی نہیں ہو جاتے یا خود مسلمان حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام پر ایمان رکھ کر عیسائی یا یہودی نہیں بن جاتے۔"

یہ ختم نبوت کا عقیدہ ہی تو ہے جس پر مسلمان ایک امت کی حیثیت سے منسلک اور منظم ہیں۔ ختم نبوت کا تصور...... جسے واضح اور غیر مبہم الفاظ میں قرآن مجید میں بیان کر دیا گیا ہے، اس کی نفی سے اجماع امت کی بنیادیں متزلزل ہو کر رہ جاتی ہیں۔

علاوہ ازیں ختم نبوت کا تصور محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اعتراف ہی نہیں بلکہ یہ عقیدہ قرآنی نقطہ نظر سے انسانیت کے ارتقا کے بنیادی اصولوں کا جزو لاینفک ہے اور اسے علامہ اقبال نے اپنے لیکچروں میں خوب واضح کیا ہے۔ علامہ کی نگاہ میں ختم نبوت انسان کی تکمیل کا نشان ہے۔ جسے قرآن کے ذریعہ وہ تمام ہدایات عطا کر دیں جن کی اسے اپنی روحانی اور مادی ترقی کے لئے ضرورت ہو سکتی تھی اور اسے اپنی قسمت خود تعمیر کرنے کا مختار بنایا گیا۔ قرآن نے اپنی ذمہ داریوں کا پرزور اعتراف کیا ہے۔ خدا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار کہا: اے رسول! کہہ دے کہ اگر میں چاہتا تو دنیا میں کوئی کافر نہ ہوتا، لیکن یہ انسان کے منصب اختیار کے خلاف ہوتا۔ اس لئے اسے فرمان خداوندی قبول یا رد کرنے میں اختیار دیا گیا، اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ انسان کو ایمان لانے کے لئے مجبور نہیں کیا جا سکتا، بلکہ دین مکمل ہو جانے کے بعد "اتممت علیکم نعمتی" (القرآن) انسانیت کو خدائے برتر کے مقاصد کو اپنی سعی و کوشش کے مطابق پورا کرنے کے لئے چھوڑ دیا گیا۔

اس بحث کی روشنی میں مرزا قادیانی کے مشن میں کوئی جان نہیں اور ان کے پیروکار امت مسلمہ میں شمار ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔

تاہم یہ بات تحقیق طلب ہے کہ مرزا قادیانی کو اپنے مشن میں اتنی بڑی کامیابی کیسے حاصل ہوئی؟ دراصل اس کے اسباب ان حالات کی پیداوار ہیں، جن میں انہوں نے کام کیا، برطانوی حکومت کی مذہبی رواداری کی پالیسی کا مطلب ہر قسم کے مذہبی اور فرقہ وارانہ مناقشات کے لئے صلائے عام تھا۔ مسلمانوں کا شیرازہ پہلے ہی بکھر چکا تھا۔ جب کہ ان کے طریقہ ہائے تعلیم اور قوانین تعزیر سے جس نے انہیں مجلسی، مذہبی اور قانونی طور پر ایک لڑی میں منسلک کر رکھا تھا، ختم کر دیئے گئے اور اسی طرح مذہبی تعلیمات اور ان کی تشریح و توضیح کا کام ان جاہل علما کے ہاتھوں میں چلا گیا جو ان کے ساتھ کھیلنے لگے۔

اس کے برعکس عیسائی مشن اور آریہ سماج جیسے انقلابی ہندو اسلام پر رکیک حملے کر رہے تھے کہ جنگ آزادی میں شکست کھا جانے کے بعد مسلمانوں کی زندگی کا یہ کمزور ترین پہلو سمجھا جاتا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس تثلیثی کشاکش کی قوتیں نابرابر تھیں۔ ایک طرف روپیہ اور تعلیم تھے تو دوسری طرف تعلیم کی کمی اور تنظیم

ختم نبوۃ

کا فقدان۔ اس کشاکش میں مسلمان پستے چلے گئے۔ ان حالات میں مرزا قادیانی نے اسلام کی طرفداری کا بہروپ اختیار کیا۔ فریب خوردہ عوام نے سراہا تو مرزا قادیانی مطلق العنان لیڈر شپ کے خواب دیکھنے لگے۔

اس کامیابی کے ساتھ برطانوی حکومت کی ضرورت بھی ابھری کہ حکومت اور مسلمانوں کے درمیان مفاہمت کی راہ پیدا کی جائے، لیکن یہ مفاہمت جہاد اور دارالحرب کے تصورات کو ختم کئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ ان خطوط پر پہلے بھی کوشش کرائی جاچکی تھی، بعض مدرسہ فکر کے رہنما غیر ملکی حکومت کے ساتھ صلح و آشتی سے رہنے کا اعلان کر چکے تھے۔ لیکن یہ کوششیں مسلمانوں میں قبولیت عامہ حاصل نہ کر سکیں۔ مرزا قادیانی کو اپنی بڑھتی ہوئی آرزو کے لئے انگریز کی ضرورت تھی، جس نے اسے نبوت جیسے بلند مقام پر ہاتھ مارنے کے لئے ابھارا۔ سمجھایا گیا کہ ان تصورات اور عقائد کی تنقیص کے لئے جن کا ماخذ وحی اور الہام ہو، ایک اوتار اور نبی ہی کی ضرورت ہے۔ یہ کام خاصا نازک ہی نہیں، مشکل بھی تھا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ مرزا قادیانی نے ایک نبوی جوش و خروش سے جہاد کے تصور کی نفی اور انگریز کی وفاداری کے لئے بے پناہ کام کیا۔ گویا مسلمان مذہبی راہنماؤں کی کمزوری اور برطانوی حکومت کی اس ضرورت نے کہ ہندوستان میں جسے انہوں نے مسلمانوں سے ہی چھینا تھا۔ ایک مضبوط حکومت کے لئے موافق حالات پیدا کئے جائیں مرزا قادیانی کے مشن کو جنم دیا۔

لیکن یہ بات حیران کن ہے کہ احمدی جماعت نشو و نما پاتی رہی حالانکہ وہ خوشگوار حالات، جن میں اس جماعت کی تخلیق اور پرورش ہوئی اور تمام ذہنی تصورات دن کی روشنی کی طرح واضح ہو چکے تھے اور علم کا نور پھیل چکا تھا، جس کا مظاہرہ اقبال کے لافانی کلام میں ہوا ہے، لیکن مسلمانوں کی تقدیر ایک اور پلٹا کھا چکی تھی۔ برصغیر کی تقسیم کے بعد احمدی تحریک ایک متروک اور مہمل تحریک ہو چکی ہے۔

غیر موافق حالات کے باوجود اس جماعت کی تنظیم کا سبب برسر اقتدار خاندان کے ذاتی مفادات ہیں۔ جس کے مختلف حصے پروپیگنڈا اور تنظیم کے کام میں مصروف ہیں اور شاید سب سے بڑا سبب اس گروہ کے افراد میں تعاون باہمی

باقی صـ ۲۵ پر

جبار کارپٹس

ڈیلرز: ☆ زینت کارپٹ، ☆ مون لائٹ کارپٹ، ☆ نیر کارپٹ، ☆ ثمر کارپٹ، ☆ وینس کارپٹ، ☆ اولمپیا کارپٹ

پتہ: این آر ایو نیوز حیدری پوسٹ آفس بلاک جی برکات حیدری نارتھ ناظم آباد

فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503

ختم نبوۃ

تحریر: حامد سلطان

مسلم معیشت کو بحران میں مبتلا کرنے کی سازشیں

امریکی اور یورپی اقوام کے ادارے جن میں خصوصی طور پر بڑے بیکار چند برسوں سے تمام مسلم ممالک میں اس طرح کے معاشی پروگرام کنٹرول کر رہے ہیں، جن کا مقصد مسلمان ممالک کی معاشی، فکری، سیاسی، انتظامی، معاشرتی، علمی سائنسی، ثقافتی، مذہبی سرگرمیوں پر نظر رکھتے ہوئے آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے ذریعے ایسی پالیسیوں کو منواتا ہے جن سے عالم اسلام کی معیشت پر منفی اثرات مرتب ہوں اور ان کی گزشتہ برسوں کی سرگرمیوں کو اگر اجتماعی طور پر دیکھا جائے تو ان کی مشترکہ کامیابی اس بات پر مضمر ہے کہ آج مسلمان ممالک کی مارکیٹ Capitalisation نہیں ہے دنیا بھر کی 500 ملٹی نیشنل کمپنیوں کے مقابلہ میں کسی مسلمان ملک کی کوئی ملٹی نیشنل کمپنی نہیں اور مسلمان ملک آبادی کے لحاظ سے بھی 35% ہونے کے باوجود عالمی جی ڈی پی میں ان کا حصہ صرف 4.4% ہے اور مسلمان ممالک کی برآمداد عالمی سطح پر 18% سے کم ہو کر 7% رہ گئی ہیں، اس ضمن میں پروفیسر جوزف سنگ لٹز جو 1997-2000 کے دوران ورلڈ بینک میں اقتصادی امور کے نائب رہ چکے ہیں اپنی رپورٹ میں اس بات کا برملا اعتراف کرتے ہیں کہ: آئی ایم ایف کے ماہرین جن ممالک میں جاتے ہیں وہاں کے ماہرین اقتصادیات کو خاطر میں نہیں لاتے اور سمجھتے ہیں کہ وہی زیادہ تعلیم یافتہ اور روشن دماغ ہیں حالانکہ جن ممالک کے بارے میں یہ ادارے رپورٹیں تیار کرتے ہیں ان کے بارے میں انہیں کوئی تحقیقی علم نہیں ہوتا اور ان ممالک کا دورہ کرتے ہوئے فائیو اسٹار ہوٹلوں میں بیٹھ کر پالیسیاں مرتب کر کے انہیں قرضوں کی شرائط کے طور پر منواتے ہیں اور ان دونوں اداروں کی سنگین نالائقی کی مثال روسی معیشت ہے جس کے بارے میں آئی ایم ایف کے ماہرین یہ کہتے رہے کہ وہاں کوئی سنجیدہ مسئلہ نہیں بلکہ روس کی شرح غربت جو ماضی میں صرف دو فیصد تھی آج پچاس فیصد سے بڑھ چکی ہے اور جسم فروشی وہاں کی معیشت کا درجہ اختیار کر گئی ہے۔ اسلامی کانفرنس اور دوحہ قطر کا اسلامی سربراہی اجلاس گو صد فیصد اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں رہیں تاہم اس بات کی عکاس ہیں کہ آج عالم اسلام کو متحد ہونے کی اشد ترین ضرورت ہے، اس ضمن میں برطانیہ کے رسالے اکانومسٹ نے اپنے ایک اداریہ میں اعتراف کیا ہے کہ فلسطین کے حالیہ امن منصوبے پر کوئی بات کرنا فضول ہے کیونکہ اب پورے خطے کے مسلمان اس معاملہ میں ایک رائے اختیار کر چکے ہیں اور وہ رائے یہی ہے کہ امریکہ اور اسرائیل کی نیت پر یقین نہیں کیا جاسکتا۔

پاکستان کو آج عالم اسلام میں گہری نظروں سے پرکھا جارہا ہے اور مصر کے اخبار الاہرام کے اداریہ نگار نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ: پاکستان اسلامی ملکوں کے دکھوں کا مداوا ہے اور تمام اسلامی ملکوں کو پاکستان کے ساتھ روابط مضبوط کرنے چاہئیں کیونکہ پاکستان مسلم ممالک میں واحد ایٹمی طاقت ہے اور آج عالم اسلام کی ان توقعات کے پیش نظر الحمدللہ! پاکستان عالم اسلام میں فرنٹ لائن اسٹیٹ کا کردار سرانجام دینے کے قابل ہے اور کچھ عالمی مبصرین کے نزدیک پاکستان، ایران اور سعودی عرب کے مابین مستقبل میں کوئی دفاعی بلاک وجود میں آسکتا ہے اور ان ہی رپورٹوں کے خدشات کے تحت امریکہ کی حالیہ پابندیوں کے ساتھ ساتھ عالمی مالیاتی ادارے پاکستان پر طرح طرح کی پابندیاں لگا رہے ہیں اور اس کے عالمی معاشی تشخص کو مجروح کرنے کے درپے ہیں تاکہ ہمیں مالی طور پر ناکارہ کر کے ملک کو طفیلی ریاست بنایا جاسکے۔ ان حالات میں حکومت وقت کے لئے یہ مناسب ہوگا کہ وہ عالمی سطح پر مسلمان ممالک کی معیشت کو مفلوج کرنے کے لئے جو سازشیں ہو رہی ہیں ان کے خلاف ایک بھرپور مہم چلائی جائے، جس کے لئے مسلم ممالک کی سرمایہ کاری منڈی، مسلم

ممالک کی علیحدہ تجارتی تنظیم، مسلم ٹیکنالوجی بینک جو ٹیکنیکل اداروں اور یونیورسٹیوں کے قیام میں مدد دے، مسلم ممالک کا ترقیاتی فنڈز اور مسلمان ممالک میں مشترکہ کاروباری منصوبوں کو فروغ دیا جائے جبکہ ان کے ساتھ ساتھ عالمی اسلامی ابلاغیات کو متحرک کیا جائے، دین کی حرمت وافادیت کو بڑھایا جائے، مسلمانوں کی عالمی اسلامی عدالت کا قیام عمل میں لایا جائے۔ اگر ہیگ میں عالمی عدالت انصاف قائم ہو سکتی ہے تو اسلامی ملکوں کا ادارہ کیوں قائم نہیں ہو سکتا؟

اس کے ساتھ مسلمانوں کی عالمی خبر رساں ایجنسی اور سیٹلائٹ کی عالمی نشریات مسلم امہ کو متحد کرنے کے ساتھ ساتھ کفر کی سازشیں روکی جائیں جن کے تحت صرف 11 / جولائی 99ء کو ایک دن میں آٹھ ہزار مسلمان شہید کر دیئے گئے، اس تناظر میں روڈنی ولسن کی ایک رپورٹ جو اسلامی کاروباری تصور عمل سے متعلق لندن کے رسالہ اکانومسٹ میں شائع ہوئی ہے اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ دنیا بھر میں کاروبار کرنے والی بہت سی کمپنیاں اس بات کو زیادہ بہتر تصور کریں گی کہ مسلم ورلڈ کو شرق اوسط شمالی افریقہ جنوب اور جنوبی افریقہ کی بجائے ایک اکائی کے طور پر دیکھیں، سوویت یونین، بکھر جانے کے باوجود مسلم ورلڈ ایک طرف رشین فیڈریشن دوسری طرف بحر اوقیانوس اور بحیرۂ روم کے درمیان وسیع جغرافیائی اقتصادی بلاک ہے، بحیرۂ روم کا شمالی دروازہ ترکی کے پاس ہے جو باسفورس اور دانیال جیسی آبی گزرگاہوں کا مالک ہے جب کہ مشرقی دروازہ نہر سویز اور پورٹ سعید کے حوالہ سے مصر کے پاس بحیرۂ روم تقریباً60% مسلم جھیل ہے اور خلیج پر صد فیصد مسلمانوں کا کنٹرول ہے یہی حال بحیرۂ قلزم کا ہے جب کہ اوقیانوس اور بحر الکاہل میں مسلمانوں کی اہم بیرونی چوکیاں ہیں اس کے ساتھ دنیا بھر کے 65% معدنی ذخائر جن میں لوہا، تانبا، فاسفیٹ اور میگنیز ٹن، ربڑ اور زرعی اعتبار سے نمایاں مقام، یہ سب آباد ہونے کے باوجود اگر دنیا بھر میں مسلمانوں کو غلام بنانے کی ہی سازشیں ہوتی رہیں اور وہ عالمی طفیلی بنے رہے تو یہ بات لمحہ فکریہ سے کم نہیں۔ عالمی سطح پر ہمیں باہم اتحاد کی ضرورت ہے۔ عالم اسلام کو اس وقت فلسطین کے علاوہ کشمیر، عراق، افغانستان، چیچنیا، فلپائن میں جن مسائل کا سامنا ہے ان کے حل کے لئے باہم اتحاد ضروری ہے، آج فلسطین عالم عرب ہی نہیں پوری دنیائے اسلام کا مسئلہ ہے گزشتہ ادوار میں بھی عالمی رہنماؤں جمال الدین افغانی، شاعر مشرق علامہ اقبالؒ کی کوششیں کہ کس طرح مسلمان ساحل نیل سے لے کر کاشغر تک جسد واحد بن سکتے ہیں اور دیگر اکابرین اسلام اور مشاہیر امت نے امت مسلمہ کے اتحاد کے لئے ساری زندگی کوشش کی اور ایسی تحاریک کو ابھارا جو نئی نسل کو انڈونیشیا سے مراکش تک اور ترکی سے موزمبیق تک ایک خاندان کی شکل دے سکیں، ہمیں آج عالم اسلام کی سطح تک ان بلند پایہ مشاہیر کی فکر کو روشناس کروانے کا اہتمام کرتے ہوئے عالمی اسلامی طاقت کو مضبوط تر کرنا چاہئے۔

بقیہ: ردّ قادیانیت کورس

۱۲۵:	عبدالغفور	کہروڑپکا
۱۲۶:	سید محسن شاہ بخاری	پشاور
۱۲۷:	محمد یونس قاسمی	کبیر والا
۱۲۸:	عبداللطیف عثمانی	عارف والا
۱۲۹:	اللہ بخش	میلسی
۱۳۰:	عبدالرزاق معاویہ	لیہ
۱۳۱:	جاوید اختر فاروقی	شورکوٹ
۱۳۲:	عبدالمجید صفدر	گوجرانوالہ
۱۳۳:	محمد علی	خانیوال
۱۳۴:	محمد عبدالشکور	کبیر والا
۱۳۵:	عبدالخالق	تلہ گنگ
۱۳۶:	محمد طارق	مظفر آباد
۱۳۷:	کرامت صدیقی	آزاد کشمیر
۱۳۸:	عبدالخالق	کبیر والا
۱۳۹:	شمس الحق	مظفر گڑھ
۱۴۰:	محمد اسلم	ڈیرہ اسمٰعیل خان
۱۴۱:	محمد اقبال	ڈیرہ اسمٰعیل خان
۱۴۲:	عبدالمجید نفیس	میلسی
۱۴۳:	سید احمد	ٹوبہ ٹیک سنگھ
۱۴۴:	عبدالمالک	مکران
۱۴۵:	محمد اسحٰق	میلسی
۱۴۶:	محمد نعیم	آزاد کشمیر
۱۴۷:	محمد طارق	ٹوبہ ٹیک سنگھ
۱۴۸:	حبیب اللہ	لورالائی
۱۴۹:	محمد شاہد احمد	لاہور
۱۵۰:	عقیل احمد صدیقی	جھنگ
۱۵۱:	غلام عباس ساجد	لیہ
۱۵۲:	غلام عباس طاہر	لیہ
۱۵۳:	محمد صدیق حقانی	قصور
۱۵۴:	محمد احمد ایرانی	ایران
۱۵۵:	محمد امین	قصور
۱۵۶:	محمد ندیم	قصور

دعوتِ نظارۂ حسن کائنات

جہان فطرت کے حسن نے اپنے چہرے سے تمام نقابیں الٹ دی ہیں، کائنات کی ہر چیز دعوت نظارۂ حسن دے رہی ہے وہ چشم بصیر اور قلب سلیم مبارکباد کے مستحق ہیں جنہیں فطرت کی خوبروئی، خوبصورتی اور دلکشی خالق فطرت کی ہر لحہ ہر آن حمد وثنا میں مصروف رکھنے کا باعث بنتی ہے ۔ آیئے ایک نظر انتہائی حسین اور مربوط نظام ربوبیت کا مطالعہ کریں .... (مدیر)

کائنات کا خوبرو، خوبصورت، حسین اور مربوط نظام ایک عظیم خالق کی تخلیقی صفات کا مرہون منت ہے، نظر اٹھا کر دیکھئے کائنات کی ہر چیز دعوت نظارۂ حسن دیتی ہے۔ یہ ارض و سما کی وسعتیں، مہر و ماہ کی ضوفشانی، کہکشاؤں کے جھرمٹ، یہ مشرقین و مغربین کی دوریاں، حدِ نگاہ کو چومتی شفق کی سرخیاں پہاڑوں کے مخزن جگر اور اونچی چوٹیاں منجمد پانی کے ذخائر، دریاؤں اور ندی نالوں کا مسحور کن شور، سمندروں کی امواج کا حد سے تجاوز نہ کرنا، یہ سورج چاند اور ستاروں کا مقررہ وقت پر آنا جانا، شب تاریک کی کوکھ سے جنم لینے والا طلسماتی سفیدۂ سحر، صبحوں کا تبسم، نور کی بارش برساتی دوپہریں، اور سرمئی شامیں یہ گل پوش وادیاں، یہ گل و گلستان، مہکتی ہوائیں اور روح پرور فضائیں، یہ موسموں کا تغیر و تبدل، نسیم سحر کی گلوں سے چھیڑ چھاڑ، شبنم کی کلیوں سے جدائی کے مناظر، مسکراتی کلیاں تتلیوں کا وجدانی رقص، جگنوؤں کی شب تاریک میں دلربا چمک، ندی نالوں سے بخارات کی فضا کی طرف سفر، بادلوں کا ہوا کے دوش پر سوار ہونا اور پھر متوازن قطرات بارش کا خوشگوار حالت میں پیاسی زمیں کے جگر کو ٹھنڈا کرنا۔ چھوٹے سے تخم سے کونپل، کونپل سے پودا، خوبرو کلی، پھول اور پھل سے پھر تخم تک مراحل کا طے ہونا۔

یہ بے حد و حساب خوبصورتی و رعنائی اور دلربائی کی شاہکار مخلوقات، مخلوقات کی فطری بود و باش اور اعداد کے باوجود نسلی توازن کو برقرار

تحریر: مولانا محمد اشرف کھوکھر

رکھنا، بے شمار مخلوقات بری، بحری فضائی اور پھر سب کی ضروریات کی کفالت اور مراحل حیات کا توازن برقرار رکھنا ...... کیا یہ سب کچھ کسی حادثہ فاجعہ کا سبب ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں!!

اس مربوط نظام کائنات میں عقل سلیم اور چشم بصیر اور قلب بصیر کے لئے تو ایک دانا بینا خالق کائنات کے ہونے کے واضح اور کھلے دلائل موجود ہیں۔ ایک زاویہ نگاہ سے دیکھنے والا ذی عقل انسان جو بذات خود کائنات ارضی کا خوبصورت شاہکار ہے، کائنات کے ایک عظیم خالق و مالک، قادر قدیر کی تخلیقی، خوبرو صناعی اور کاریگری کے غماز ہونے کا اعتراف کئے بغیر ایک سیکنڈ بلکہ ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصہ میں بھی نہیں رہ سکتا اور قلب کی اتھاہ گہرائیوں سے پکار اٹھتا ہے:

"فتبارك الله احسن الخالقين"

ارض و سما کی وسعتوں، مہر و ماہ کی تابانی، تاروں، ستاروں اور سیاروں کی بے شمار کہکشاؤں بلکہ ایک نقطے سے لے کر دائرہ تک، ایک ایٹم سے لے کر عنصر تک اور ایک مالیکیول سے لے کر سمندر تک ایک "اللہ" رب العالمین کی ربوبیت ثبت ہے، اور کائنات کی ہر شئے اپنے رب کی تحمید و تسبیح میں ہر آن محو و مصروف ہے۔

خالق کائنات نے اپنے تخلیقی شاہکار انسان کو کائنات کا محور و مرکز اور مسجود ملائک بنایا ہے اور انسان کے لئے ہر وہ چیز مسخر کر دی جو زمین و آسمان میں ہے۔

انسان گہرے پانیوں میں تند و تیز ہواؤں، لامحدود فضاؤں، ستاروں اور سیاروں کی بلندیوں میں تسخیر کائنات کی راہوں پر گامزن ہے۔ "اللہ" اعظم و عظیم، قادر و قدیر

کے توازن کائنات اور انتہائی نظم و ضبط کی صفات ربوبیت سے متصف اللہ کی خوبرو صنائی اور کاریگری کی صفات کو ہر لمحہ سلامت فکر اور قلب سلیم کے ساتھ سلام کئے بغیر نہیں رہ سکتا اور ایک مؤمن تو پکار اٹھتا ہے :

"فتبارك الله احسن الخالقين"

بعض عقل پرست یہ کہتے ہیں کہ خدا کی ذات و صفات سمجھ میں نہیں آتیں، یہ سمجھ نہیں آتا کہ خدا کیا ہے؟ کہاں ہے؟ کیسا ہے؟ اب سوال یہ ہے کہ جس چیز کا حواس خمسہ انکار کردیں، جو چیز عقل میں نہ آئے کیا، اس کا انکار کردیا جائے؟ لاکھوں جدید ایجادات کو انسانی عقل سمجھ نہیں پاتی، کیا ان کا انکار کردیا جائے؟ ہرگز ہرگز نہیں!!

وجود باری تعالیٰ کا مسئلہ کا تعلق عقل سے نہیں دل سے ہے۔ ایمان دل میں ہوتا ہے، انسانی عقل مادہ کی کوئی نہ کوئی شکل و صورت دیکھنے کی عادی ہے، شکل و صورت، طول و عرض، لمبائی اور چوڑائی کو محسوس کرنے کی عادی ہے لیکن اللہ رب العالمین کی ذات مادہ و صورت سے بے نیاز اور ہمارے ادراک و حواس سے ماورا ہے۔ جسے چھوا نہیں جاسکتا، بلکہ جانا جاتا ہے۔ ایمان کا مقام قلب سلیم کی گہرائی ہے لیکن "ایمان" کسی ٹھوس چیز کا نام نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے جس کے اثرات کے ذریعے سے کسی صاحب ایمان کو پہچانا جاسکتا ہے۔ اکثر سائنسدانوں کی دوڑ حواس خمسہ تک محدود ہے لیکن عقل سلیم اور چشم بصیر اس حقیقت سے آشنا ہے کہ "اللہ" خالق و مالک کائنات ہے جو سزاوار تحمید و تسبیح ہے اور انسانی فطرت ولاشعور اسی ذات احد "اللہ" کے سامنے سجدہ ریز ہونا اپنا اوج کمال سمجھتی ہے۔

"درد" ایک کیفیت ہے جسم میں کہیں درد ہو دیگر اعضائے جسمانی اس کا ادراک و احساس کرتے ہیں بعض اوقات درد کی شدت آنکھوں کو پرنم اور دل کو مغموم کردیتی ہے اور بعض اوقات انسان درد، غم والم سے دار فنا سے دار بقا کی طرف چلا جاتا ہے، لیکن درد کو ہم دیکھ نہیں سکتے، چھو نہیں سکتے، کوئی خاص شکل و ہیئت نہیں ہوتی، درد ایک حقیقت ہے لیکن چھوا نہیں جاسکتا، بس جانا جاتا ہے۔

"اللہ" ہی ہے جو ہمارے کانوں کو شنوائی، ہماری آنکھوں کو بینائی اور قلب کو روشنائی دیتا ہے۔ "اللہ" کی ذات و صفات میں تفریق ناممکن ہے۔ اللہ ہی ہے جو بندوں کی ذہنی و فرضی تقسیم، ذات و صفات سے منزہ و پاک ہے۔ اللہ کا عرفان عقل اپنے شواہد سے، فطرت اپنے معالم سے، روح اپنے مدارج سے، قلب اپنے حقائق سے اور ایمان اپنی تصدیق سے حاصل کرتا ہے۔

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
بس جان گیا میں تیری پہچان یہی ہے

اللہ ہی کے حکم سے فنا اور اسی کے فضل سے بقا ملتی ہے، اللہ ہی ہے جس کے حکم سے موسموں کا تغیر، مہر و ماہ کا طلوع و غروب اور شمس و قمر کا خسوف و کسوف ہوتا ہے۔ اللہ جل جلالہ اسم علم ہے اور ذات سبحانی کے لئے خاص الخاص ہے۔ لفظ "اللہ" اللہ رب العالمین کے ناموں میں سے سب سے عظیم نام ہے، اس لئے کہ وہ اس ذات عالی پر دلالت کرتا ہے جو خدا کی ان تمام صفات کے لئے جامع ہے، جن سے ربوبیت کی شان کو متصف کیا گیا جو ذات و صفات اور افعال میں ایک اکیلے ہونے میں منفرد و یکتا ہے۔ چنانچہ اللہ جل جلالہ کے سوا کوئی معبود نہیں، نہ اس کے سوا کوئی پروردگار و رب ہے اور نہ معبود حقیقی ہے۔

"اللہ وہ ہے جس نے زمین و آسمان اور اجرام سماوی کو پیدا کیا اور بلندی سے پانی برسایا پھر اس پانی سے تمہاری روزی کی خاطر (طرح طرح) کے میوے نکالے۔"

"اللہ وہی ہے جس نے زمین کی ساری چیزیں تمہارے لئے پیدا کیں۔"

اللہ وہ ہے جس کا نام تسکین قلب عارفین اور تسکین قلب مضطرین ہے، قلب سلیم اس کا والہ وشیدا اور ارواح پاک اس کی شیفتہ ہیں فہم و ادراک سے، ماورا اور لوازمات مادہ سے برتر و اعلیٰ اور زماں و مکاں سے ارفع و بلند ہے۔ تمام مخلوقات اسی ایک اللہ کی محتاج ہے لیکن وہ کسی کا محتاج نہیں، وہ صمد اور بے نیاز ہے، اللہ ہی کی حفاظت میں تمام مخلوق اپنے اپنے اعداً سے محفوظ و مامون ہے۔

انسان اپنے فہم و ادراک پر بھروسہ کرکے خود ساختہ راہوں پر چل کر اپنی حیات مستعار کو گزارنا چاہتا ہے لیکن حواس خمسہ اور ادراک سے حاصل کردہ نتائج میں راہ راست کا ملنا مشکل نہیں تو دشوار ضرور ہے اس لئے اللہ رب العالمین نے فطرت کے مطابق انسانی نسل میں سے ہی انبیاً و رسل علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا، آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاً محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاً علیہم السلام بنی نوع انسان کو صراط مستقیم دکھانے کے لئے مبعوث ہوئے۔

اب آیئے اللہ رب العزت کی آخری آسمانی کتاب قرآن مجید سے اللہ رب العالمین کے بارے میں پوچھتے ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ اعراف آیت ۱۸۰ میں فرمایا ہے کہ :

(۱) : ''اور اللہ کے سب نام اچھے ہی اچھے ہیں تو اس کو اس کے ناموں سے پکارا کرو۔''

(۲) : ''کہہ دو کہ تم (اللہ) کو اللہ کے نام سے پکارو یا رحمٰن کے نام سے جس نام سے پکارو اسی کے سب نام اچھے ہیں۔''

(۳) : ''وہ معبود (برحق) ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اس کے (سب) نام اچھے ہیں۔'' (بنی اسرائیل: ۱۱۰)

(۴) : ''وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔'' (سورۂ طٰہٰ: ۸)

وہی اللہ ہے جس نے تہہ در تہہ آسمان بنائے، اس کی پاکی (عظمت) تو ساتوں آسمان اور زمین اور ساری چیزیں بیان کر رہی ہیں جو آسمان اور زمین میں ہیں، کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو۔ مگر تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو، حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ہی بردبار اور درگزر کرنے والا ہے۔ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے مثل نہیں اور وہی ہر بات کا سننے اور دیکھنے والا ہے، وہ خالق ہے، باری ہے، مصور اور وہ معبود برحق ہے اور اس کے سب نام اچھے ہیں، جو مخلوق آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور وہ غالب اور حکمت والا ہے، اللہ فرماتا ہے کہ: تم اسی کو پکارو جو شہ رگ سے بھی قریب ہے وہ تمہاری پکار کو سنتا ہے اور تمام حاجات کو پورا کرنے والا ہے وہ ہر پوشیدہ چیز سے واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ بڑے رحیم و کریم اور ماں سے زیادہ شفیق ہیں۔ ایک ماں اپنے بچے کے لئے خواب راحت، دنیاوی عیش و عشرت سب کچھ لٹا دیتی ہے، اللہ رب العزت تو ماں سے (۹۹) ننانوے حصے زیادہ مہربان ہیں۔ جب ماں کی ممتا بچے کی آواز پر ہر لحہ ہر آن مستعد رہتی ہے تو کیا وہ مہربان رب جو حقیقی پروردگار ہے اگر اس کو سچے دل سے پکارا جائے تو کیوں نہ لبیک کہے گا جب کہ وہ خود ارشاد فرماتے ہیں: ''ادعونی استجب لکم'' مجھے پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا۔ اور فرمایا: ''وان اللہ لسمیع علیم'' اور بے شک اللہ خوب سننے والے اور خوب جاننے والے ہیں۔

دنیا میں ایک معمولی سخی آدمی مانگنے والوں کی حاجت روائی سے خوش ہوتا ہے تو وہ ذات باری تعالیٰ جو سب کی خالق ہے سب کی حاجت روا ہے کتنی خوش ہوتی ہوگی۔ البتہ ہم صدق دل، کامل یکسوئی، خضوع و خشوع تضرع و عاجزی اور یقین کامل کے ساتھ مسکین و فقیر اور عاجزی سے دست سوال دراز کریں!!

اللہ رب العالمین کے احسانات کی بارش ہر آن برستی ہے اور ہم اپنے اپنے ظرف کے مطابق فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ہمارا علم مختصر اور ادراک نا تمام ہے، اس لئے ہم وقتی منفعت کو دیکھتے ہیں، لیکن وہ جواد و کریم رب ہمارے ظاہری و باطنی فائدے اور بہتری کو خوب جانتے ہیں، جب ہم پورے خلوص دل، عاجزی اور انتہائی انکساری سے اپنے رب کے سامنے دست دعا دراز کرتے ہیں تو کچھ دعائیں فوری طور پر قبول ہوتی ہیں اور بعض ذخیرہ آخرت بن جاتی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ ہی کے لئے اچھے اچھے (مخصوص) نام ہیں سو انہی سے اسے پکارو۔'' (اعراف)

آیئے بارگاہ رب العزت میں دست دعا دراز کرتے ہیں:

یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کیونکہ حمد خاص تیرے لئے ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، تو مہربان، بڑی نعمتوں کا عطا کرنے والا ہے، آسمان اور زمین کو وجود بخشنے والا اور کرم کرنے والا، اے زندہ رہنے والے، اے قائم رہنے والے، اے! سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔

یا اللہ! آسمان و زمین کو پیدا کرنے والے، ظاہر و باطن کو جاننے والے، اے سب کے خالق و مالک میں شہادت دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تیرا کوئی شریک نہیں، میں اپنے نفس کی بدی سے پناہ چاہتا ہوں، شیطان کی برائی اور شرکت سے پناہ چاہتا ہوں، مجھے پناہ میں رکھ کہ میں خود اپنے لئے کسی برائی کا ارتکاب کروں یا اہل اسلام پر کسی برائی کے لانے کا باعث ہوں۔

یا اللہ! میں تیرے ساتھ پناہ مانگتا ہوں، اندیشہ اور غم سے اور پناہ مانگتا ہوں میں تیرے ساتھ سستی سے اور پناہ مانگتا ہوں، تیرے ساتھ بد دلی اور بخل سے اور پناہ مانگتا ہوں قرض کے غلبہ اور لوگوں کے قہر سے اور پناہ مانگتا ہوں قرض کے غلبہ اور لوگوں کے قہر سے۔

یا اللہ! کفایت کر مجھ کو ساتھ حلال اپنے کے حرام اپنے سے اور بے پروا کر مجھے ساتھ فضل اپنے کے اور اپنے غیر سے، اے اللہ!

مجھے تو نے جو ہنر دیا بجمال حسن عطا کیا
میرے دل کو حب رسولؐ دی میرے لب کو ذوق نوا دیا
تیری جلوہ گاہ جمال میں میرا ذوق دید نکھر گیا
تیری خوشخطی حسن نے میری حیرتوں کو سجا دیا
میں مدارجات سے گزر رہا تو تیری کشش کے طفیل سے
یہ تیرے کرم کا کمال تھا کہ حصار ذات کو ڈھا دیا
میں ہمیشہ سوال ذوق کی کشتری پہ مچل رہا
کہ تیری نوازش بے کراں نے میری طلب سے سوا دیا

☆☆..................☆☆

جناب ساجد محمود مسلم صاحب

مکّہ مین ٹائم

وقت کے ایک پیمانے چاند کے بارے میں حتمی طور پر علم ہو چکا ہے کہ اس کے سفر کا مخصوص نقطہ آغاز اور نقطہ انجام ماناجاناچاہئے، کیونکہ وقت ایک ہے، وقت کی بنیادی اکائی ایک ہے، لہذا وقت کے تمام چھوٹے بڑے پیمانے شمسی، قمری اور نجمی کا نقطہ آغاز "مکہ مکرمہ" کو ہی تسلیم کرنا سائنسی اصول اور عقل سلیم کا تقاضا ہے۔ حقیقی خط طول البلد مکہ مکرمہ سے گزرتا ہے مگر افسوس کہ اس معیاری خط طول البلد کی بجائے گرین وچ (لندن، برطانیہ) سے گزرنے والی فرضی خط طول البلد کو معیار مانا گیا ہے جو کہ فرضی ہے اور مشاہداتی حقائق کے بھی خلاف ہے۔ذیل میں افادہ عام کے لئے ایک علمی مضمون شائع کیا جارہا ہے، ملاحظہ فرمائیں......(ادارہ)

آج وقت کی قدر و قیمت سے کون واقف نہیں؟ وقت کی اہمیت کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہر شے کی قدر (Value) وقت سے ناپی جانے لگی ہے۔ انسان نے شروع ہی سے وقت کی پیائش کے لئے مختلف طریقہ کار اختیار کئے۔ شروع میں سورج کے طلوع و غروب کے وقفہ کو وقت کی اکائی مانا گیا مگر پھر اس وقفہ کو مزید تقسیم کرنے اور ان منقسم حصوں کی صحیح صحیح پیائش کے لئے مختلف طریقے اختیار کئے جاتے رہے ہیں۔ کبھی زمین پر لمبا کھونٹا گاڑ کے کھونٹے کے گرد دائرے کی شکل میں برابر فاصلے پر نشان لگا کر کھونٹے کے سائے کی حرکت سے وقت کی پیائش کی گئی تو کبھی ریت کے اوپر تلے رکھے گھڑوں کے ذریعے وقت ناپنے کی سعی کی گئی۔ وقت کی پیائش کے طریقوں کی تاریخ اس قدر طویل ہے کہ اس کے لئے الگ مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ لہذا ہم یہاں پر صرف وہی طریقہ کار قدرے تفصیل سے زیر بحث لائیں گے جو آج مروج ہے۔

کیا آپ کو علم ہے کہ وقت کی پیائش کے لئے آج کل کونسا طریقہ رائج ہے؟ آپ سوچ رہے ہوں گے یہ بھی کوئی مشکل سوال ہے۔ بھئی ظاہر ہے کہ آج وقت کی پیائش کے لئے گھڑی استعمال کی جاتی ہے۔ آپ کا یہ جواب بہت ہی سادہ ہے، لیکن شاید آپ یہ نہ جانتے ہوں کہ گھڑی کس اصول پر کام کرتی ہے۔ تو جناب! غور سے سنئے کہ ہماری گھڑیوں کا تعلق سورج، چاند، ستاروں اور زمین سے ہے۔

ہماری زمین ایک گول خربوزے کی مانند ہے، یہ زمینی خربوزہ خلا میں بغیر کسی سہارے کے معلق ہے۔ زمین کوئی جامد و ساکن کرہ نہیں بلکہ یہ دو طرح کی گردشی حرکتوں کی حامل ہے۔ یہ سورج کے گرد اپنے مخصوص مدار پر گردش کر رہی ہے۔ جتنے عرصہ میں زمین سورج کے گرد ایک چکر مکمل کرتی ہے اس عرصہ کو ایک سال کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ زمین اپنے محور کے گرد اسی طرح گھوم رہی ہے، جیسے سائیکل کا پہیہ اپنے محور کے گرد گھومتا ہے۔ زمین اپنے محور کے گرد ایک چکر جتنے عرصہ میں مکمل کرتی ہے اسے ایک دن (یوم) کہتے ہیں۔ ایک سال کے عرصہ میں زمین اپنے محور کے گرد ۳۶۵ چکر مکمل کر چکی ہوتی ہے، لہذا ایک سال تقریباً ۳۶۵ دنوں کے برابر ہوتا ہے۔ وقت کی دو بڑی اکائیوں یعنی سال اور دن کا ذکر تو ہم نے کر دیا تاہم ابھی وقت کی سوئی اکائیوں کا ذکر باقی ہے۔

کیا آپ نے کبھی سورج کے طلوع ہونے کا نظارہ کیا ہے؟ سورج جب طلوع ہوتا ہے تو پہلے اس کا تھوڑا سا کنارہ مشرقی افق سے نمودار ہوتا ہے پھر آہستہ آہستہ سارا سورج نمودار ہو جاتا ہے۔ پھر یہ افق سے بلند ہونا شروع ہو جاتا ہے، جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے سورج بلند ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ دوپہر کے وقت عین سر کے اوپر آجاتا ہے۔ پھر سورج مغربی افق کی طرف جھکنے لگتا ہے اور اس کی بلندی مغربی افق سے کم ہونے لگتی ہے۔ یہاں تک کہ شام کے وقت سورج مغربی افق میں ڈوب جاتا ہے۔ اگر آپ یہی صبر آزما مشاہدہ رات کو چاند اور ستاروں کے ساتھ کریں تو وہ بھی اسی طرح طلوع اور غروب ہوتے نظر آتے ہیں۔ سورج، چاند، ستاروں کے اس طلوع و غروب سے بظاہر یوں لگتا ہے کہ جیسے یہ اجرام فلکی مشرق سے مغرب کی طرف چلتے ہوئے جا رہے ہیں اور زمین اپنی جگہ پر ساکن ہے، لیکن پیچھے بیان کیا جاچکا ہے کہ زمین ساکن نہیں بلکہ یہ سورج کے گرد گھومنے کے لئے ساتھ ساتھ اپنے محور کے گرد بھی گردش کرتی ہے۔ زمین کی اسی محوری گردش کی وجہ سے دن اور رات وجود میں آتے ہیں، زمین کی یہ محوری گردش مغرب سے مشرق کی طرف ہوتی ہے۔

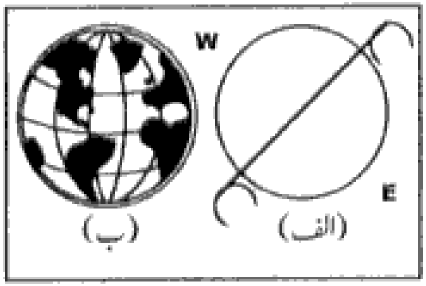

شکل نمبر ۱ :

سورج، چاند اور ستاروں وغیرہ کی زمین سے

بلندی میل، کلو میٹر وغیرہ میں نہیں ناپی جاتی کیونکہ یہاں بلندی سے مراد فاصلہ ہرگز نہیں جیسے میل اور کلو میٹر وغیرہ میں ناپا جاتا ہے۔ (تاہم سورج، چاند، ستاروں، سیاروں کے باہمی فاصلے اس قدر طویل ہیں کہ میل اور کلومیٹر کی اکائیاں ان فاصلوں کو ناپنے سے قاصر ہیں۔ لہٰذا ان کا نکاتی فاصلوں کو نوری سال اور پر سیک وغیرہ میں ناپا جاتا ہے۔ ایک نوری سال وہ فاصلہ ہے جو روشنی ایک سال کے عرصہ میں طے کر سکتی ہے، جبکہ روشنی اس قدر سبک رفتار ہے کہ یہ ایک سیکنڈ میں ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل سے بھی زیادہ فاصلہ طے کر لیتی ہے)۔ زمین سے ان اجرام فلکی کی بلندی زاویوں میں ناپی جاتی ہے۔ اور اس مقصد کے لئے جو آلہ استعمال ہوتا ہے اسے (Guadrant) کہتے ہیں۔ اس آلے پر زاویے بنے ہوتے ہیں جب اس کا رخ سورج کی طرف کر کے سورج کی بلندی ناپی جاتی ہے تو سورج ہر چار منٹ بعد ایک درجہ بلند ہو جاتا ہے۔ دراصل بلندی میں اضافہ سورج کی کسی حرکت کی وجہ سے نہیں بلکہ زمین کی محوری گردش کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یعنی زمین ہر چار منٹ بعد اپنے محور کے گرد ایک درجہ گھوم جاتی ہے۔

مسلسل مشاہدے سے یہ معلوم ہوا کہ سورج کے ایک دفعہ طلوع ہونے سے دوسری دفعہ طلوع ہونے تک زمین ۳۶۰ درجے گھوم جاتی ہے۔ یعنی اس کا ایک چکر مکمل ہو جاتا ہے، چونکہ زمین گول ہے اور اس کا محیط ایک دائرہ بناتا ہے، اسی لئے ایک دائرہ میں ۳۶۰ درجے تسلیم کئے گئے ہیں۔

جس طرح خربوزے پر اوپر سے نیچے کی طرف جاتی ہوئی سبز دھاریاں بنی ہوتی ہیں اسی طرح یہ فرض کر لیا گیا کہ زمینی چکر کے ۳۶۰ درجے خطوط کی شکل میں زمین پر اوپر سے نیچے کی طرف (شمالاً جنوباً) کھینچے ہوئے ہیں۔ ان فرضی خطوط کو خطوط طول البلد کہتے ہیں۔ (دیکھئے شکل نمبر ۲)۔

یہی وہ خطوط طول البلد ہیں جن کی مدد سے زمین کے ہر حصے کے وقت کا تعین کیا جاتا ہے۔ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ زمین ہر چار منٹ میں ایک درجہ گھوم جاتی ہے لہٰذا ہر خط طول البلد ایک دوسرے سے ۴ منٹ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ زمین کے نقشے پر یہ خطوط قریب قریب دکھائی دیتے ہیں لیکن درحقیقت کرہ ارض پر ہر خط طول البلد کو مزید چھوٹی اکائیوں کو منٹ اور سیکنڈ میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک درجہ زاویہ میں ۶۰ منٹ ہوتے ہیں اور ہر منٹ ۶۰ سیکنڈ کے مساوی ہے۔ یہ تقسیم اس لئے کی گئی ہے تاکہ زمین کے ہر نقطے پر وقت کا صحیح تعین ہو سکے۔

آپ کے ذہنوں میں اب بھی یہ سوال موجود ہوگا کہ ان خطوط طول البلد اور زمین کی گردش کا ہماری گھڑیوں سے کیا تعلق؟ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ زمین کا محیط ایک دائرہ ہے۔ جس میں کل ۳۶۰ درجے ہیں، اور جب زمین ۳۶۰ درجے گھوم جائے تو اس کا چکر مکمل ہو جاتا ہے جو ایک یوم کے برابر ہے۔ زمین کے اسی دائرہ کو گھڑی میں کھینچ لیا گیا ہے۔ وہ گھڑیاں جن میں ۱۲ کی بجائے ۲۴ ہندسے ہوتے ہیں ان کی مدد سے زمین اور گھڑی کے تعلق کو زیادہ آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔ گھڑی کی سب سے چھوٹی سوئی (گھنٹوں والی سوئی) زمین کی گردش کو ظاہر کرتی ہے۔ جتنے عرصے میں زمین اپنے محور کے گرد ایک چکر مکمل کر لیتی ہے اتنے ہی عرصے (۲۴ گھنٹوں) میں چھوٹی سوئی گھڑی کے مرکز کے گرد ایک چکر مکمل کر لیتی ہے۔ گھڑی کے دائرہ کو اپنی سہولت کے لئے گھنٹوں، منٹوں اور سیکنڈوں میں اس طرح تقسیم کیا گیا ہے کہ ہر ۱۵ خطوط طول البلد کے درمیانی وقفہ کو ایک گھنٹہ کا نام دیا گیا ہے۔ اس طرح ۳۶۰ خطوط میں کل ۲۴ گھنٹے ہوئے۔ چونکہ ایک خط طول البلد سے دوسرے خط طول البلد تک ۴ منٹ کا فرق ہے لہٰذا خطوط طول البلد کا فاصلہ ۶۰ منٹ کے برابر ٹھہرا۔ اسی لئے ایک گھنٹہ کو ۶۰ منٹ کے مساوی مانا گیا ہے اور گھڑی میں ۶۰ منٹوں کے نشان لگائے گئے ہیں (واضح رہے کہ زاویہ کی اکائی منٹ اور وقت کی اکائی منٹ میں فرق ہے، چونکہ وقت کی پیمائش کی بنیادی وجہ زاویہ ہے، اسی مناسبت سے گھنٹے کی اکائی کو منٹ اور منٹ کی اکائی کو سیکنڈ کا نام دیا گیا ہے۔) ہر منٹ کو ۶۰ سیکنڈ کے مساوی تسلیم کیا گیا ہے۔

یہ امر لازم ہے کہ گھڑی کی سب سوئیاں کسی ایک ہی نقطہ سے اپنے سفر کا آغاز کریں اور اسی نقطہ پر اپنے سفر کا اختتام کریں۔ لہٰذا ۱۲ کے ہندسہ کو نقطہ آغاز اور نقطہ اختتام مقرر کیا گیا ہے۔ بعینہٖ زمین پر فرض کئے گئے ۳۶۰ خطوط طول البلد میں سے کسی ایک نقطہ کو ایسا معیار ماننا ضروری تھا۔ جس سے زمین کے چکر کی ابتداء اور انتہا مانی جاتی۔ زمین ایک کرہ ہے، اس لئے اس کے ہر نقطے کو زمین کا مرکز مانا جا سکتا ہے۔ اسی طرح ہر خط طول البلد کو معیار خط مانا جا سکتا ہے۔ مگر اس طرح بے تکے انداز میں جس خط طول البلد کو بھی معیار مانا جائے گا وہ فرضی ہوگا نہ کہ حقیقی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا سرے سے کسی حقیقی خط طول البلد کا وجود ہے ہی نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یقیناً ایک خط طول البلد ایسا ہے کہ جو حقیقی معیار ہے، یہ وہ حقیقی معیار ہے جہاں سے وقت کے تمام چھوٹے بڑے شمسی و قمری پیمانے شروع ہوتے ہیں اور یہ حقیقی معیار ام

القریٰ بلد الامین "مکہ مکرمہ" ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیسے؟ ملاحظہ کیجئے۔

چاند ازمنہ قدیم سے تقریباً تمام تہذیبوں میں وقت کے پیمانے کے طور پر استعمال ہوتا رہا۔ آج بھی دنیا کی کئی تہذیبوں میں قمری مہینوں کی اہمیت مسلم ہے۔ بالخصوص مسلم تہذیب جو کہ دنیا کے تقریباً ہر گوشے میں موجود ہے، میں تقریباً تمام مذہبی تہوار اور مذہبی رسوم چاند کے حوالے سے منائی جاتی ہیں۔ لہٰذا تمام دنیا چاند کو وقت کا ایک پیمانہ تسلیم کرتی ہے۔ سورج، چاند، ستاروں میں سے چاند وہ واحد جرم فلکی ہے جو زمین کے گرد گردش کرتا ہے۔ دنیا بھر میں جن قمری مہینوں کو تسلیم کیا جاتا ہے وہ چاند کی منازل کے ذریعے ناپے جاتے ہیں۔ ہلال کے ایک دفعہ نمودار ہونے سے لے کر دوسری بار نمودار ہونے تک کے عرصہ کو قمری مہینہ کہتے ہیں، یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ کرہ ارض پر ایک خط طول البلد ایسا ہے جہاں ہلال سب سے پہلے نظر آتا ہے۔ یہی وہ خط طول البلد ہے جہاں سے چاند اپنے سفر کا آغاز کرتا ہے اور مختلف منازل طے کرنے کے بعد جب دوبارہ ہلال کی شکل اختیار کرتا ہے تو زمین کے گرد چکر کاٹنے کے بعد عین اسی خط طول البلد کے اوپر واقع ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وقت کے عالمی طور پر مسلمہ پیمانے چاند کا ایک خاص نقطہ آغاز اور نقطہ اختتام ہے۔ جس طرح گھڑی کے ڈائل پر ایک ہی مخصوص نقطہ ہے جہاں سے سیکنڈ، منٹ اور گھنٹے کے پیمانے شروع ہوتے ہیں، اس نقطہ کے علاوہ دنیا کی کوئی طاقت دوسرا نقطہ آغاز مقرر نہیں کر سکتی اور اگر کوئی سر پھرا ایسا کرے بھی تو وہ نقطہ فرضی ہوگا۔ وہاں تینوں پیمانوں کی سوئیاں ہرگز ہرگز اکٹھی نہیں ہوں گی۔ وقت ایک ہے، اس کی بنیاد ایک ہے جہاں وقت کے ہر چھوٹے چھوٹے پیمانے شروع ہوتے ہیں۔ لہٰذا جس خط طول البلد کے عین اوپر سے چاند اپنا سفر شروع کرتا ہے وہی حقیقی طول البلد ہے۔ یہی خط طول البلد سورج اور ستاروں کے لئے بھی نقطہ آغاز و نقطہ اختتام ہے۔ یہ حقیقی خط طول البلد سورج اور ستاروں کے لئے بھی نقطہ آغاز و نقطہ اختتام ہے۔ یہ حقیقی خط طول البلد "مکۃ المکرمہ" سے گزرتا ہے۔

مگر افسوس کہ اس حقیقی معیاری خط طول البلد کی بجائے گرین وچ (لندن، برطانیہ) سے گزرنے والے فرضی خط طول البلد کو معیار مان کر صفر درجہ کا خط طول البلد قرار دے دیا گیا ہے۔ دنیا بھر میں اس فرضی معیار کے ذریعے وقت کی پیمائش کی جارہی ہے۔ یہ ۱۹۸۴ء کی بات ہے کہ جب برطانیہ دنیا کی سپر پاور بنی بیٹھی تھی۔ اس نے طاقت کے نشے میں چور ہو کر اپنے عزیز شہر لندن کے مضافات میں گرین وچ نامی قصبے میں سے گزرنے والے فرضی خط طول البلد کو ساری دنیا کے لئے معیار قرار دے دیا۔ اس میں شک نہیں کہ اس کام کو سرانجام دینے کے لئے برطانیہ کے ماہرین فلکیات کو برسوں راتیں جاگ کر محنت کرنا پڑی اور وقت کی صحیح پیمائش کے لئے نہایت کدوکاوش سے کام لینا پڑا۔ مگر حقیقت بہر حال حقیقت ہے کہ ان کا مقررہ کردہ معیار نہ صرف یہ کہ فرضی ہے بلکہ مشاہداتی حقائق کے خلاف بھی ہے۔

وہ فرضی خط جسے صفر درجہ مانا گیا ہے اور جو گرین وچ میں سے گزرتا ہے اسے (Prime Meridian) کا نام دیا گیا ہے۔ یہ صفر درجہ کا خط کرہ ارض کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ اس خط سے مشرق کی طرف واقع نصف حصہ کو نصف کرہ شرقی اور مغرب کی طرف واقع نصف حصہ کو نصف کرہ غربی کہتے ہیں۔ (دیکھئے شکل نمبر ۲)

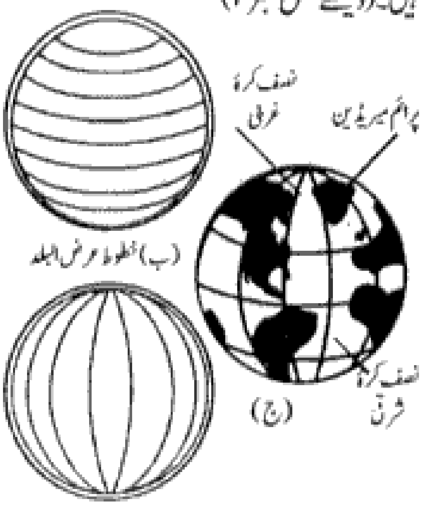

شکل نمبر ۲

جو خطوط طول البلد نصف کرہ شرقی میں واقع ہیں ان کو خطوط طول البلد شرقی کہتے ہیں۔ جن کی تعداد ۱۸۰ ہے۔ اسی طرح نصف کرہ غربی میں موجود خطوط طول البلد کو خطوط طول البلد غربی کہا جاتا ہے ان کی تعداد بھی ۱۸۰ ہے۔ (یاد رہے کہ ۱۸۰ کا درجہ طول البلد دونوں طرف کے یعنی مشرقی و مغربی طول البلد کے لحاظ سے مشترک ہے۔) دنیا بھر میں گرین وچ کے وقت کو حقیقی معیاری وقت مانا جاتا ہے۔ اس کے وقت کو گرین وچ مین ٹائم کہتے ہیں۔ جسے فلکیات والے یونیورسل ٹائم بھی کہتے ہیں وہ علاقے جو صفر درجہ کے خطوط طول البلد کے مشرق میں واقع ہیں۔ ان کا وقت گرین وچ کے وقت سے جو فرق ہوگا اس کے ساتھ GMT+ لکھ دیتے ہیں، اور وہ علاقے جو گرین وچ سے مغرب میں واقع یعنی نصف کرہ غربی ہیں ان کا گرین وچ کے وقت سے جو فرق ہو اس کے ساتھ GMT- لکھ دیتے ہیں۔ یعنی ان علاقوں کا وقت گرین وچ سے اتنا پیچھے ہوگا۔

ہر ملک کے لئے اس ملک کا مخصوص معیاری وقت مقرر کیا جاتا ہے۔ معیاری وقت مقرر کرنے کی بھی ایک خاص وجہ ہے، کوئی بھی

ملک محض ایک خط طول البلد واقع نہیں ہوتا بلکہ وہ کئی خطوط طول البلد تک پھیلا ہوتا ہے۔ اس لئے اگر اس ملک کے ہر شہر کے لوگ اپنے شہر کے طول البلد کے مطابق اپنی گھڑیوں کا وقت مقرر کرلیں تو ہر ایک درجہ طول البلد کے فاصلے پر واقع شہر میں چار منٹ کا فرق پڑتا جائے گا۔ یوں پورے ملک کے لوگوں کی گھڑیاں ایک ہی وقت میں مختلف وقت بتارہی ہوں گی۔ اس پریشانی سے بچنے کے لئے ملک میں ایک خاص طول البلد کو منتخب کرکے اسی کو معیار مان کر اس وقت کو سارے ملک کے لئے معیاری وقت قرار دیا جاتا ہے۔ یوں اس معیاری خطوط طول البلد پر ہر وقت کا جو فرق گرین وچ سے ہوتا ہے وہی فرق سارے ملک کا شمار کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر موجودہ نظام میں پاکستان میں ۷۵ درجہ مشرقی طول البلد کو معیار مان کر اس کے وقت GMT +5 کو سارے ملک کے لئے معیار قرار دیا گیا ہے۔ یعنی یہ پاکستان اسٹینڈرڈ ٹائم ہے۔ اسی طرح کیوبا جو کہ نصف کرہ غربی میں واقع ہے کہ ۷۵ طول البلد غربی کو معیار مان کر اس کے وقت GMT 5- کو پورے کیوبا کے لئے معیار قرار دے دیا گیا ہے۔

لیکن بعض ممالک ایسے ہوتے ہیں جو شرقاً غرباً بہت بڑے رقبے پر پھیلے ہوتے ہیں۔ ایسے ممالک میں ایک سے زائد وقت کے (Time Zones) بنائے جاتے ہیں۔ مثلاً سابقہ سوویت یونین میں گیارہ ٹائم زونز بنائے گئے تھے جبکہ آسٹریلیا میں چار ٹائم زونز ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کا معیاری وقت مختلف ہے۔

ایک اور اہم بات جس کا علم ہونا چاہئے وہ یہ کہ ۱۸۰ درجہ طول البلد وہ خط ہے کہ جسے پار کرتے ہی تاریخ بدل جاتی ہے۔ یعنی اگر گرین وچ میں ۹ تاریخ ہو اور آپ مغرب کی طرف سفر کرتے ہوئے ۱۸۰ خط طول البلد پر سے گزرتے ہیں تو آپ کو اپنی گھڑی میں ۹ کے بجائے ۱۰ تاریخ کرنا پڑے گی۔ اگرچہ آپ نے یہ سفر چند گھنٹوں میں ہی طے کرلیا ہو۔ اس خط طول البلد کو بین الاقوامی خط تاریخ کہتے ہیں، موجودہ خط تاریخ سمندر میں سے گزرتا ہے اور جہاں جہاں جزائر راستے میں آتے ہیں وہ خط تاریخ کو ضرورتاً ٹیڑھا کرلیا گیا ہے تاکہ ایک ہی ملک میں دو مختلف تاریخوں کا مسئلہ نہ پیدا ہو۔

ذہنی گرین وچ مین ٹائم کے اس ضروری مگر سرسری ذکر کے بعد دوبارہ حقیقی خط طول البلد کی طرف آتے ہیں۔ سابقہ سطور میں جس حقیقی خط طول البلد کا ذکر کیا گیا ہے وہ گرین وچ کے صفر درجہ طول البلد عظیم مقدس شہر مکۃ المکرمہ میں سے گزرتا ہے، مکۃ المکرمہ ہی وہ جگہ ہے جہاں بیت الحرام "الکعبہ" موجود ہے۔ قرآن مقدس میں "الکعبہ" کے بارے میں ارشاد ہے:

ترجمہ: "اللہ نے حرمت والے گھر کعبہ کو تمام انسانوں کے لئے معیار مقرر فرمایا ہے۔"

مکۃ المکرمہ کے بارے میں قرآن مقدس میں ارشاد ہے:

"وکذٰلک اوحینا الیک قرآناً عربیاً لتنذر ام القریٰ ومن حولھا وتنذر یوم الجمع لاریب فیہ۔" (۷:۴۲)

ترجمہ: "اور (اے نبی) ہم نے تمہاری طرف اس قرآن کو عربی میں نازل کیا ہے تاکہ تم بستیوں کے مرکز (مکہ) اور اس کے گرد تمام لوگوں کو ڈراؤ اور تم جمع کئے جانے کے دن (قیامت) سے دوسروں کو ڈراؤ جس میں کوئی شک نہیں۔"

قرآن کی ان آیات کی رو سے "مکۃ المکرمہ" تمام دنیا کا مرکز ہے اور چونکہ اسی میں "کعبۃ اللہ" واقع ہے اس لئے کعبہ ہی تمام انسانوں کے لئے اسٹینڈرڈ ہے۔ کعبۃ اللہ ہی وہ مرکز و معیار ہے جس طرف منہ کرکے تمام اہل اسلام صلوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ خواہ وہ کرہ ارض کے کسی بھی گوشے میں موجود ہوں۔ قرآن مقدس کی رو سے مکۃ المکرمہ کو ہی کرہ ارض کا مرکز مانتے ہوئے اس میں سے گزرنے والے خط طول البلد کے حقیقی ہونے کی تصدیق ہو جاتی ہے، کیونکہ وحی الٰہی حقیقی و حتمی علم ہے۔ لہٰذا مکۃ المکرمہ میں سے گزرنے والا خط طول البلد ہی پرائم میریڈین ہے۔ یہی خط صفر درجہ کا مانا جاسکتا ہے۔ یہی خط تمام دنیا کے معیار ہے لہٰذا مکہ مین ٹائم ہی تمام دنیا کے لئے حقیقی معیاری وقت ہے، مکہ مین ٹائم ہی دراصل یونیورسل ٹائم ہے۔ جب وقت کے ایک پیمانے چاند کے بارے میں حتمی طور پر علم ہو چکا ہے کہ اس کے سفر کا ایک مخصوص نقطہ آغاز اور نقطہ انجام مانا جانا چاہئے، کیونکہ وقت ایک ہے، وقت کی بنیادی اکائی ایک ہے، لہٰذا وقت کے تمام چھوٹے بڑے پیمانے شمسی، قمری اور نجمی کا نقطہ آغاز مکہ کو ہی تسلیم کرنا سائنسی اصول اور عقل سلیم کا تقاضا ہے۔

مکۃ المکرمہ اور گرین وچ لندن کے وقت میں دو گھنٹے چالیس منٹ کا فرق ہے۔ یعنی (جب مکہ میں حقیقتاً دن کے ۱۲ بجتے ہیں۔ اس وقت گرین وچ لندن میں ابھی صبح کے ۹ بج کر ۲۰ منٹ ہوئے ہوتے ہیں۔ میں نے یہاں حقیقتاً لفظ اس لئے استعمال کیا ہے کہ سعودی عرب میں رائج معیاری وقت موجودہ ۳۰ کی بجائے ۳۵ کو ملک

ختم نبوۃ

کے لئے معیاری خط طول البلد قرار دیا گیا ہے کیونکہ گرین وچ مین ٹائم کے لحاظ سے مکہ کا فرق GMT 2:45+ ہے اور اس طرح کے وقت کو کوئی ملک اپنے لئے معیاری وقت قرار نہیں دے سکتا۔لہذا سعودی عرب میں رائج معیاری وقت اور مکہ کے اصلی وقت میں ۲۰ منٹ کا فرق ہے۔ یعنی آج کل سعودی عرب میں موجود گھڑی جب دوپہر ۱۲ بج کر ۲۰ منٹ بجاتی ہے تو در حقیقت اس وقت مکہ کے اصلی وقت کے مطابق مکہ میں دوپہر کے پورے ۱۲ بجے ہوتے ہیں۔

مکہ میں سے گزرنے والے معیاری خط طول البلد کو معیار ماننے سے تمام دنیا کا وقت مکہ مین ٹائم کی مناسبت سے مقرر کیا جانا چاہئے۔سب سے پہلے تو سعودی عرب کی حکومت کو چاہئے کہ وہ مکہ المکرمہ کے وقت کو تمام دنیا کے لئے معیاری ہونے کا عملا اعلان کردے، اور مکہ کے معیاری وقت کو پورے ملک کے لئے معیاری وقت قرار دے، اس کے لئے سعودی عرب کے تمام باشندے اپنے گھڑیاں ۲۰ منٹ پیچھے کرلیں۔

مکہ پرائم میریڈین کے مطابق نصف کرہ شرقی اور نصف کرہ غربی کی حدود بدل گئی ہیں۔ سابقہ نصف کرہ شرقی کے ۴۰ سے زائد تمام خطوط طول البلد کا صحیح نمبر ان کے سابقہ نمبر میں سے ۴۰ تفریق کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر سابقہ ۷۵ شرقی کا نیا نمبر ۳۵ شرقی بنتا ہے۔سابقہ نصف کرہ شرقی کے وہ خطوط طول البلد جن کا نمبر ۴۰ سے کم ہے ان کا نیا نمبر ۴۰ میں سے سابقہ نمبر تفریق کرنے سے حاصل ہوتا ہے لیکن اب ۴۰ درجے سے کم درجے کے خطوط طول البلد شرقی کی بجائے غربی کہلائیں گے کیونکہ اب مکہ پرائم میریڈین کی رو سے صفر درجہ سے لے کر ۱۴۰ غربی تک اور ۴۰ درجہ شرقی سے کم درجہ کے طول البلد کرہ غربی میں شامل ہوگئے ہیں۔جب کہ سابقہ ۱۴۰ غربی سے لے کر ۱۸۰ غربی تک اور سابقہ ۴۰ شرقی سے ۱۸۰ شرقی تک کے خطوط کرہ شرقی میں شامل ہوگئے ہیں۔لہذا سابقہ صفر درجہ اب ۴۰ غربی بن گیا ہے اور سابقہ صفر درجہ غربی سے لے کر ۱۴۰ غربی تک کے تمام خطوط کا نیا نمبر ان کے سابقہ نمبرز میں ۴۰ جمع کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔اسی طرح سابقہ ۱۴۰ سے ۱۸۰ غربی تک کے خطوط کا نیا نمبر ان کی ترتیب الٹنے اور ان کے ساتھ شرقی لکھنے سے حاصل ہوگا۔یعنی جو خط طول البلد سابقہ ۱۴۰ شرقی تھا اب ۱۴۰ غربی ہوگا۔سابقہ بین الاقوامی خط تاریخ سابقہ ۱۸۰ پر موجود تھا لیکن اب نیا بین الاقوامی خط تاریخ سابقہ ۱۴۰ غربی پر بنتا ہے جو کہ ۱۸۰ شرقی و غربی بن گیا ہے۔یہ خط امریکہ کی ریاست الاسکا کو کینیڈا سے جدا کرتا ہے۔لہذا اب امریکہ اور کینیڈا میں ۹ تاریخ ہوگی تو الاسکا میں ۱۰ تاریخ ہوگی۔اس نئے خط تاریخ کے راستے میں صرف جزائر مارکویس اور جزائر ٹواموٹو آرچیپلاگو جیسے بڑے جزائر ہی آتے ہیں اس لئے اس خط تاریخ کو صرف ان جزائر کے پاس خم دینا پڑے گا جب کہ سابقہ خط تاریخ میں چار پانچ جگہوں پر خم دینا پڑتا ہے۔

پاکستان کا گرین وچ مین ٹائم کے لحاظ سے معیاری وقت ۷۵ طول البلد کو معیار مان کر مقرر کیا گیا ہے جو کہ پاکستان کی انتہائی مشرقی اور شمالی سرحد کا وقت ہے۔پاکستان کے انتہائی مغربی کنارے کے وقت اور موجودہ معیاری وقت میں ایک گھنٹے کا فرق ہے جو کہ انتہائی نامناسب ہے مکہ مین ٹائم کی رو سے ۷۵ شرقی طول البلد کا نیا نمبر ۳۵ شرقی بنتا ہے۔اس ۳۵ نمبر پر مکہ ٹائم سے فرق ۲ گھنٹے ۲۰ منٹ بنتا ہے جو کہ معیاری وقت مقرر کئے جانے کے قابل نہیں۔لہذا پاکستان کے لئے نئے نمبر کے مطابق ۳۰ درجہ شرقی (سابقہ ۷۰ شرقی) معیاری خط بنتا ہے، جس کا مکہ مین ٹائم سے فرق پورے دو گھنٹے بنتا ہے۔لہذا پاکستان کا معیاری وقت MMT 2+ بنتا ہے۔یعنی اگر مکہ میں دوپہر کے ۱۲ بجے ہوں گے تو پاکستان میں دوپہر کے ۲ بجے ہوں گے۔پاکستان کے رائج وقت اور مکہ کے رائج وقت میں بھی ۲ گھنٹے ہی کا فرق ہے، مگر چونکہ مکہ کا اصلی معیار وقت ۲۰ منٹ پیچھے ہے اس لئے مکہ کے لحاظ سے پاکستانیوں کو بھی اپنی گھڑیاں موجودہ وقت سے ۲۰ منٹ پیچھے کرنا ہوں گی۔یہ نیا ۳۰ شرقی خط طول البلد پاکستان کے تقریباً وسط میں سے گزرتا ہے۔

جس طرح پاکستان کا مناسب معیاری وقت مقرر کرنے کے لئے معیاری خط طول البلد میں تبدیلی کرنا پڑی ہے اس طرح بعض دیگر ممالک کو بھی اپنا معیاری وقت مکہ مین ٹائم کے مطابق کرنے کے لئے کسی دوسرے خط طول البلد کو معیار مان کر اپنا معیاری وقت مقرر کرنا ہوگا۔

واضح رہے کہ مکہ مین ٹائم کا یہ ایشو محض کسی مذہبی تعصب کی بنا پر نہیں اٹھایا گیا بلکہ ایک ناقابل تردید سائنسی حقیقت ہونے کی وجہ سے اس طرف توجہ مبذول کرائی جارہی ہے۔اب یہ امت مسلمہ کا بالخصوص اور ہر عام غیر متعصب انسان کا بالعموم فرض بنتا ہے کہ وہ اخبارات، رسائل، ریڈیو، ٹی وی اور انٹرنیٹ وغیرہ کے ذریعے ساری دنیا کو اس حقیقت سے آگاہ کرے تاکہ انسانیت اپنی حقیقی منزل تک رسائی حاصل کرسکے۔

☆☆..........☆☆

ختم نبوۃ

تحریر: م-ب (سابق قادیانی)

چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی کا اصل روپ

آخری قسط

☆...... "چوہدری صاحب کے بھتیجے اور رئیس نصر اللہ بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ ایک عزیز نے پوچھا آپ کے پاس رومال ہے؟ فرمایا ہاں ہے اور اپنا رومال دے دیا، اس نے سارے رومال سے اپنے دونوں ہاتھ پونچھ لئے، نہایت شفقت سے فرمایا آپ کو دراصل تولیہ کی ضرورت تھی، رومال تو ہنگامی ضرورت کے لئے ہے، پھر فرمانے لگے: میں رومال کی مختلف تہیں کر کے ایک تہہ عموماً ایک ہفتہ استعمال کرتا ہوں اور پھر دوسری اور پھر تیسری اور اس طرح ایک دھویا ہوا رومال قریباً دو ماہ کفایت کرتا ہے، میرے پاس دو رومال ہیں اور جس دوست نے یہ رومال تحفتاً دیئے تھے، ان کی وفات کو ۲۷ سال ہو چکے ہیں۔ اسی طرح ایک دفعہ فرمایا: میں اپنے رومال بنیان اور جراب اور قمیض وغیرہ ہالینڈ میں خود دھوتا ہوں۔ (یہ ان کی ناکام اور پریشان کن ازدواجی اور گھریلو زندگی کے انتشار کا خمیازہ بھی تھا) جبکہ اس وقت ان کی ماہوار آمدن تقریباً ۶۰ ہزار روپے سے زائد تھی۔" (ایضاً ص ۱۳۰)

☆...... "فرمایا کہ: میری والدہ فرمایا کرتی تھیں کہ جب تم کوئی قمیض پہننی ترک کر دیتے ہو تو پھر وہ کسی کام کی نہیں رہتی۔" (ص ۱۶۹)

☆...... "ایک دفعہ گلے کا بٹن کپڑے پہنتے ہوئے گر گیا، برادرم مکرم حمید صاحب اسے ڈھونڈنے لگے تو فرمایا: تم رہنے دو میں خود ڈھونڈتا ہوں، تم ابھی کہہ دو گے کہ نہیں ملتا اور لا دیتا ہوں اور میرے پاس یہ بٹن ۵۴ سال سے ہے۔" (ایضاً ص ۱۳۰)

☆...... "ایک دفعہ فرمانے لگے کہ: ہالینڈ میں صبح کے ناشتے کے لئے دو انڈا استعمال کرتا ہوں جس میں دو زردیاں ہوتی ہیں ایک زردی میں ایک دن کھاتا ہوں اور دوسری اگلے روز۔" (ایضاً ص ۱۵۳)

☆...... "آپ اپنی ذات پر بالکل نہ ہونے کے برابر خرچ کرتے تھے، واقعہ یہ ہے کہ آپ ایک دفعہ موسم سرما کے شروع میں لندن سے لاہور تشریف لانے والے تھے، مجھے محترمہ امت الحئی بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ ابا تشریف لا رہے ہیں اور ان کا کوٹ بہت بوسیدہ ہو چکا ہے، اسے بھجوا رہی ہوں، اسے مرمت کروا دیں، کوٹ کا نہ صرف استر پھٹ چلا تھا بلکہ بیرونی کپڑے میں بھی جگہ جگہ سوراخ ہو چکے تھے، میں نے عرض کیا کہ نئے کپڑے کے چند نمونے بھجوا رہا ہوں، آپ پسند کر لیں، میں ابا حضور کی آمد سے پہلے درزی سے نیا کوٹ سلوا دوں گا، بیگم صاحبہ نے فرمایا! رشید، یہ ناممکن ہے، ابا ہرگز نیا کوٹ نہیں پہنیں گے، بلکہ ہم پر شدید ناراض ہوں گے اور ایسا ہی واقعہ آپ کے ایک جوتے کی مرمت کا بھی ہے۔" (ایضاً ص ۱۴۸)

☆...... "عبدالکریم صاحب آف لندن بیان کرتے ہیں: حضرت چوہدری صاحب نے ایک دفعہ ان کی بڑی بیٹی عزیزہ صادقہ کو اپنی ایک قمیض بھجوائی کہ اس کا کالر پھٹ چکا ہے، اسے الٹ دیں، جب کئی دن گزر گئے اور قمیض درست ہو کر نہ آئی تو حضرت چوہدری صاحب نے فرمایا کہ قمیض ابھی تک درست ہو کر واپس کیوں نہیں آئی؟ اس پر عزیزہ نے جواب دیا کہ اس قمیض کا کالر تو پہلے ہی الٹایا جا چکا ہے، اب اسے مزید الٹانے کی گنجائش نہیں۔" (ایضاً ص ۲۷)

☆...... "ایک دفعہ چوہدری صاحب کے ساتھ کھانے میں اور دوستوں کے علاوہ میں بھی تھا، میں چوہدری صاحب کے پاس بیٹھا تھا، کوئی چیز چوہدری صاحب سے گر گئی، میں نے میز پر موجود وہی چیز آگے کر دی، مگر اسی اثنا میں انہوں نے گری ہوئی شے اٹھالی، میں نے عرض کیا یہ رہنے دیں، یہاں سے اور لے لیں۔ فرمایا کہ یاد نہیں؟ بچپن میں اگر کوئی چیز گر جاتی تھی تو مائیں کہا کرتی تھیں اٹھا کر پھونک مار کر کھالو۔" (ایضاً ص ۳۷)

☆...... "محترم مولانا شمس صاحب نے پوچھا کیا بات ہے چائے میں کیا دیر ہے؟ جواب دیا دودھ پھٹ گیا ہے، چوہدری صاحب فرمایا: کہاں ہے لے آؤ، جواب ملا پھینک دیا ہے، چوہدری صاحب نے فرمایا: پھٹے ہوئے دودھ اور دہی میں کیا فرق ہے؟ مگر انسان ایک ضائع کر دیتا ہے۔ دوسرے کو شوق سے کھاتا ہے، پھر ایک واقعہ سنایا کہ میں چند دن کے لئے لندن سے باہر گیا ہوا تھا، اس دوران میرے میزبان ڈاکٹر آسکر بروٹلر کو باہر جانا پڑا، وہ جانے سے پہلے گھر میں موجود اشیائے خوردنی کی ایک فہرست میز پر رکھ گئے، میں واپس آیا تو دیکھا کہ وہی پرانی لگی ہوئی ہے، میں نے وہ ہٹا کر دہی کھائی، جو دوست چائے پلا رہے تھے، انہوں نے بڑی حیرت سے کہا چوہدری صاحب آپ نے الی (پھپھوندی) لگا ہوا دہی کھالیا، محترم چوہدری صاحب نے بڑے پیار سے جواب دیا، ہاں کھالیا۔" (ایضاً ص ۳۷)

سر ظفر اللہ نے لاکھوں کروڑوں کمائے مگر خود اچھا کھانا اور اچھا پہننا تک نصیب نہ ہوا اور یہ دولت کبھی کسی غریب قادیانی مصیبت دور کرنے

کے کام نہ آئی بلکہ ساری دولت جائیداد مرزا کے خاندان (رائل فیملی) کے لئے وقف ہوگئی۔ نیز اپنی آل اولاد پسماندگان کے نام بھی کچھ نہ کیا۔

اللہ تعالیٰ نے ظفر اللہ کو علم و عقل و دانش اور اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا۔ ان کو طویل مہلت قریباً ایک صدی کی دی۔ (۹۳ سال) کہ وہ قادیانی تحریک کا اندر اور باہر اچھی طرح چھان پھٹک کر پرکھ لیں اور تائب ہو کر دین اسلام کی طرف پلٹ آئیں، مگر انہوں نے بہمہ صلاحیت و دانش اس مہلت سے فائدہ نہ اٹھایا اور طرح طرح کے عذاب جو مختلف ناکامیوں، نامرادیوں، عزیزوں کی بیماریوں اور قادیانیت کے زبردست زوال اور دیگر مصائب جھیل کر بالآخر ایک حسرتناک اور المناک موت مرے۔

اس عذاب کی ایک جھلک درج ذیل ہے:

۱...... پہلی شادی کے موقع پر والد سے جھگڑا۔

۲...... خلاف مرضی والد سے دب کر شادی پر مجبور ہونا پڑا۔

۳...... پہلی بیوی سے نہ بنی، اس کی ساری عمر خبر نہ لی، کبھی میل جول نہ رکھا، اس بے گناہ کی بددعائیں لیں۔

۴...... والد کے مرتے ہی اپنی مرضی کی ماڈرن دوشیزہ سے شادی کی مگر اس نے ظفر اللہ کا ناک میں دم کردیا کہ بیوی کے پاس رہنا مشکل ہوگیا، اس بیوی نے بے وفائی کر کے ایک دوسرے شخص شاہنواز سے شادی رچالی۔

۵...... بہت چلے کاٹے مگر نرینہ اولاد نہ ہوئی، بیٹے کی تمنا ساری عمر تڑپاتی رہی۔

۶...... بیویوں سے ان بن رہنے سے مرزا محمود کی فیملی میں دلچسپی لینے لگے اور مرزا فیملی نے ہر طرح کا لاسہ ڈال کر ساری دولت اور جائیداد بٹور لی اور زندگی بھر اس دولت اور صلاحیت کو جس طرح چاہا، استعمال کیا۔ غلام اور ذلیل بنا کے رکھا، قلیوں تک کا کام لیا۔

۷...... ساری عمر نہ اچھا کھانا نہ اچھا پہننا نصیب ہوا، دولت اور جائیداد میں سے پسماندگان کو کچھ نصیب نہ ہوا، یعنی ایک دیمک زدہ بے ثمر درخت اہل خانہ اور پسماندگان کے لئے ثابت ہوا۔

۸...... اوائل جوانی میں اپنے نوجوان بھائی شکر اللہ کی وفات کا صدمہ دیکھا۔

۹...... ۱۹۵۹ء میں ظفر اللہ کا سب سے چہیتا بھائی عبداللہ خان بلڈ کینسر سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرا۔

۱۰...... ظفر اللہ کا ہمدم ہمراز اور پیرو مرشد مرزا محمود پر سن ۵۳ء میں قاتلانہ حملہ ہوا، جس کو لے کر یورپ میں جگہ جگہ علاج کے لئے مارا مارا پھرنا پڑا مگر معمولی افاقہ ہونے کے بعد فالج کا حملہ ہوا اور نو سال تک مفلوج ہو کے بچھے پر پڑا رہنے کے بعد عبرتناک موت مرا۔ (یاد رہے مرزا غلام احمد قادیانی نے فالج کو جھوٹوں اور لعنتیوں کی بیماری لکھا ہے)

۱۱...... باوجود مرزا محمود کے دست راست ہونے کے گدی نشینی کے وقت ظفر اللہ کو کسی نے نہ پوچھا اور مرزا محمود وصیت کر گیا کہ آئندہ خلیفہ صرف اس کی اپنی اولاد میں سے ہوگا۔

۱۲...... چھوٹا بھائی اسد اللہ خان ۱۵ سال تک بعارضہ فالج معذور پڑا رہنے کے بعد ظفر اللہ کی مرگ کے قریبی دنوں میں مرا۔

۱۳...... بڑھاپے میں تیسری شادی فلسطینی دوشیزہ سے کی، اس کے منگیتر اور ساری دنیا سے جگ ہنسائی کروائی، قادیانی پیشواؤں کی دعائیں بیٹے کے لئے قبول نہ ہوسکیں۔

۱۴...... قادیانیت کا عبرتناک زوال دیکھا ۱۹۱۴ء میں جماعت کے دو ٹکڑے ہوئے، علمائے اسلام کی طرف سے کفر کے فتویٰ بالآخر اقلیت قرار پائے، مرنے کے وقت صورتحال یہ تھی کہ پوری دنیائے اسلام کا اجماع ہوچکا تھا کہ قادیانی غیر مسلم ہیں کلمہ، نماز، مساجد اور شعائر اسلام کا استعمال ممنوع ہوچکا تھا، پیرو مرشد مرزا طاہر مفرور ہوچکا تھا، بعض قادیانی پھانسی کی سزا پاچکے تھے۔

۱۵...... اکلوتی بیٹی امت الحئی کی شادی ناکام ہوگئی، اس کی پہلی شادی ڈاکٹر اعجاز احمد قادیانی سے ہوئی تھی مگر شادی کے بعد ہی ان بن رہنے لگی اور باوجود سر ظفر اللہ کی ہر طرح کوشش کے بیٹی کو طلاق ہوگئی، جس کا ظفر اللہ کو زبردست صدمہ ہوا، بعد میں اس کی شادی ظفر اللہ نے اپنے بھتیجے سے کروائی۔

۱۶...... عبرتناک موت: جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے ظفر اللہ کی دوسری بیوی نے ۱۹۶۰ء میں علیحدگی حاصل کر کے شاہنواز قادیانی سے شادی کرلی تھی، مگر یہ شادی چند سال تک ہی نبھی اور اس عورت نے شاہنواز سے بھی طلاق حاصل کرلی اور اپنی بیٹی امت الحئی (جو ظفر اللہ سے تھی) کے ساتھ رہنے لگ گئی۔ سر ظفر اللہ اپنی بیٹی اور سابقہ بیوی کے گھر جانا اپنی توہین سمجھتے تھے، اس لئے پاکستان آتے تو ربوہ میں مرزا فیملی کے مہمان بنتے اور مرزا محمود اور ان کے گدی نشینوں کے ہاں ہی رہائش رکھتے، لیکن نومبر ۸۳ء میں لندن میں صحت بہت خراب رہنے لگی اور آخر وقت نظر آنے لگا تو مجبوراً اپنی بیٹی اور سابقہ بیوی کے پاس وطن واپس آنے کا ارادہ کیا، لندن میں اپنے دوستوں سے اپنا عندیہ ظاہر کیا، دوست بھی حیران ہوئے کیونکہ سب سمجھتے تھے کہ ظفر اللہ کا گھر اور ٹھکانہ تو لندن ہی ہے، اس لئے احباب نے کہا کہ آخر وقت میں جا کر کیا کرو گے؟ یہیں رہ جاؤ، بقول شاعر:

عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میں غالب
آخری عمر میں کیا خاک مسلماں ہوں گے

چنانچہ جب ایک خاص محب منصور علی ٹی نے پوچھا کہ چوہدری صاحب یہ کیا سن رہا ہوں تو سر ظفر اللہ نے جواب دیا:

"Mansoor I Do Not Like To Go In A Box"

"میں تابوت میں بند ہو کر واپس جانا نہیں

ختم نبوة

چاہتا۔" صحت اس قدر خراب ہو چکی تھی کہ وہیل چیئر پہیوں والی کرسی سے جہاز میں لے جایا گیا اور لندن سے لاہور پہنچ کر اپنی سابقہ بیوی اور بیٹی کے ہاں قیام پذیر ہوئے اور اپنی ساری عمر کی بے رخی پر بہت روئے دھوئے، اپنی بیٹی اور اس کے بچوں سے التجا کی کہ اب ہر وقت اور کھانے کی میز پر سب ان کے ساتھ اکٹھے کھانا کھایا کریں اور اپنی سابقہ بیوی کی طرف دیکھ کر فرمایا: "اگر آپ بھی اس پروگرام میں شامل ہو جائیں تو یہ مجھ پر عنایت ہوگی" (ص ۷، ظفر اللہ نمبر)

لیکن سابقہ بیوی نے ان کے کسی پروگرام میں شرکت نہ کی بلکہ ان سے کلام تک نہ کیا اور یہ حسرت دل میں ہی رہ گئی۔ لندن سے نومبر ۸۳ء میں سخت جان کنی کی حالت میں لاہور آئے کہ بچوں کے سامنے آرام سے جان دیں گے مگر جان بھی آسانی سے نہ نکلی، دو سال سخت تکلیف میں جتلا رہے، آخر دوبارہ تقریباً مسلسل بے ہوشی کی حالت میں گزارے اور کبھی ہوش میں آتے تو سخت اضطراب اور گھبراہٹ میں ہوتے، ایک دم چلاتے اور کبھی شدید غصے میں برسنے لگ جاتے، کبھی شدت بیماری سے طبیعت بے چین ہو جاتی اور راتوں کو نیند نہ آتی۔

آخری دنوں کی کیفیت ان کی بیٹی امت الحی یوں بیان کرتی ہیں:

"ایک مہینہ اور دس دن کی اس آخری بیماری میں پہلے پانچ دن تو آپ مکمل بے ہوش رہے، یہ محض خدا تعالیٰ نے آسمان سے صبر اتارا تھا ورنہ ان کی گرتی ہوئی صحت بلکہ ٹمٹماتی ہوئی زندگی نے ان کے کمرے کا جو ماحول بنا رکھا تھا اس کو برداشت کرنا میرے لئے ناممکن ہو رہا تھا (گویا بیٹی بھی اس انتظار میں تھی کہ باپ مرے تو سکھ کا سانس لیں) وصال سے کوئی سات آٹھ گھنٹے قبل ہر روز انہیں کئی کئی دفعہ مکمل ہوش آ جاتا تھا، آنکھوں سے آنسوؤں کی مسلسل بارش جاری ہوتی تھی، مرض الموت کے آخری ہفتہ میں آپ بہت سنجیدہ ہو گئے اور چہرے پر ایسا اثر رہنے لگ گیا کہ بے ہوش بھی ہوتے تھے تو کچھ کہنے سے پہلے یا کوئی دوا دینے سے پہلے ہم لوگوں کو گھبراہٹ ہوتی تھی کہ کہیں ہوش آ گیا تو طبیعت پر ناگوار نہ گزرے (یعنی ایسی دہشت ناک حالت تھی کہ لواحقین بے ہوشی میں بھی قریب پھٹکتے ڈرتے تھے) اس عرصہ میں جب بھی ہوش میں آتے تو صرف حضور (مرزا طاہر) کے بارے میں پوچھا کرتے (پیر و مرشد کی دربدری جانکنی میں کتنی تکلیف دیتی ہوگی العیاذ باللہ) میری طرف دیکھتے رہتے، میں انہیں بوسہ دیتی مگر وہ کچھ نہ کہتے، عائشہ کی عادت بھی میری طرح تھی، ایک دن میں نے عرض کی کہ میں ترس گئی ہوں خدا کے لئے کچھ تو کہئے تو فرمایا:

"Darling The Century is Over"

(ص ۴۶، ظفر اللہ نمبر) اسی عبرتناک اور وحشت انگیز کیفیت میں یکم ستمبر ۱۹۸۵ء کو پرلوک سدھار گئے۔"

مجموعی طور پر ظفر اللہ خان کی زندگی پر اجمالی نظر ڈالئے تو وہ ناکامی، نحوست اور حرماں نصیبی کی تصویر ہے، وہ اپنے والد اور بیوی بچوں یعنی اہل خانہ کے لئے منحوس وجود ثابت ہوئے بلکہ وہ اپنی ذات کے لئے بھی منحوس ثابت ہوئے کہ اتنی کثیر مال و دولت میسر ہونے کے باوجود انہیں اچھا کھانا، پہننا نصیب نہ ہوا۔ پیوند لگے سوراخوں والے کپڑے اور جوتے، کھانے میں پھپھوندی وغیرہ کھاتے تھے، جیسا کہ اوپر ان کے عزیزوں نے بیان کیا ہے۔ ملک و ملت کے لئے بھی وہ منحوس وجود ثابت ہوئے اور جس جگہ بھی انہوں نے اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا، وہاں ناکامی اور نامرادی ہاتھ آئی، مثلاً پنجاب کی تقسیم کے وقت مسلم لیگ نے اپنا کیس ریڈ کلف کمیشن کے سامنے ان سے پیش کرایا، نتیجہ یہ ہوا کہ جن علاقوں کی پوری امید تھی وہ بھی ہاتھ سے نکل گئے اور پنجاب کے کئی مسلم اکثریت کے علاقے بھی ہاتھ سے نکل گئے نتیجتاً کشمیر بھی پاکستان کے ہاتھ سے قریباً سارا ہی جاتا رہا، اسی طرح اقوام متحدہ (U.N.O) میں کشمیر کا مسئلہ اٹھانے کے لئے حکومت پاکستان نے ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانا چاہا، ظفر اللہ نے بھی لمبی تقریروں کے ریکارڈ توڑ دیئے مگر انجام وہی ناکامی و نامرادی، بلکہ اس کے بعد کشمیر میں جنگ بندی ہوگئی اور کشمیر میں مقامی جنگ سے جو تھوڑے بہت علاقے آزاد ہو کر پاکستان کو مل رہے تھے، وہ بھی وہیں رک گئے اور اے قادیانیو! تمہارے لئے بھی ظفر اللہ کا وجود منحوس ثابت ہوا، کیونکہ سر ظفر اللہ کی وجہ سے علماء المسلمین نے ان کو وزارت خارجہ سے ہٹانے کا مطالبہ کیا اور انہی کے قائد اعظم کا جنازہ نہ پڑھنے کے باعث مسلمانوں میں قادیانیوں سے شدید نفرت کا آغاز ہوا اور بالآخر ۱۹۵۳ء میں عظیم تحریک قادیانیت کے خلاف چلی وہ اس اعتبار سے بھی منحوس وجود تھے کہ جس تحریک کے لئے انہوں نے اپنی ساری صلاحیتیں، مال و دولت، عزت سب کچھ وقف کر دیا تھا مرنے سے پہلے اس کی اینٹ سے اینٹ بجتے دیکھ لی۔ غیر مسلم اقلیت قرار پانے اور مساجد، نماز اور شعائر اسلام پر پابندی کے علاوہ مرنے سے پہلے اپنے پیرو مرشد کا ملک سے چوروں کی طرح فرار ہونا دیکھنا پڑا، اس صدمے سے تو ان پر جانکنی کی کیفیت بن گئی جو ان کے ساتھ ان کی ساری نحوستوں کو بھی سمیٹ گئی۔ بالآخر قادیانی احباب سے

باقی صفحہ ۲۵ پر

سالانہ ردّ قادیانیت کورس چناب نگر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۵/ شعبان المعظم سے ۲۷/ شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ سالانہ رد قادیانیت کورس مسلم کالونی چناب نگر جامع مسجد و مدرسہ ختم نبوت میں منعقد ہوا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، حضرت مولانا اللہ وسایا، حضرت مولانا عبداللطیف، حضرت مولانا خدا بخش، حضرت مولانا محمد اسمٰعیل، حضرت مولانا بشیر احمد الحسینی، حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن، حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی، حضرت صاحبزادہ طارق محمود، جناب طاہر رزاق، الحاج اشتیاق احمد، مولانا بشیر احمد قاسمی کے لیکچرز ہوئے۔ ۱۵۶ طلبأ کرام نے داخلہ لیا۔ ۱۵۴ طلبأ امتحان میں شریک ہوئے۔ ۱۵۱ طلبأ نے کامیابی حاصل کی۔ امتحان کی نگرانی و انتظام حسب سابق جناب ساجد اعوان کے سپرد تھا۔ محترم پروفیسر شجاع علی مجاہد نے ان کی معاونت کی۔ طلبأ کے داخلہ کاکام جناب مولانا غلام مصطفیٰ، جناب محمد طفیل جاوید نے سرانجام دیا۔ صبح کا درس حضرت مولانا فقیر اللہ اختر ارشاد فرماتے رہے۔

مہمانوں کے کھانا کا انتظام قاری عبدالرحمٰن، قاری احمد جان، قاری محمد عابد، قاری محمد رمضان، جناب غلام یاسین صاحب نے سنبھالا۔ صبح ۸ بجے سے ۱۲ بجے دن، ظہر سے عصر، عشأ سے رات گئے تک تعلیم ہوتی رہی۔ اس دوران میں طلبأ کو مناظرہ اور تقریر کرنے کی تربیت بھی دی گئی۔ آخری دو دن مرکز کی طرف سے شریک طلبأ کے لئے نصف قیمت پر کتابوں کا اسٹال لگایا گیا۔ قاری محمد حفیظ اللہ نے اس کی ذمہ داری سنبھالی۔ ۲۷/ شعبان کو جمعہ کی نماز حضرت امیر مرکزیہ مخدوم المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی اقتدأ میں ادا کی گئی۔ جمعہ کے بعد طلبأ کو اسناد و کتب دی گئیں۔ حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کے ساتھ حضرت مولانا مفتی محمد ظفر اقبال ناظم جامعہ باب العلوم کہروڑپکا بھی اسٹیج پر تشریف فرماتھے۔

یوں الحمدللہ! پاکستان کے چاروں صوبوں آزاد کشمیر سے علمأ و طلبأ کی ایک کثیر جماعت نے اس کورس سے فائدہ حاصل کیا۔ نوشہرو فیروز سندھ کے جناب عبدالجبار صاحب نے کل ایک سو چالیس نمبروں سے ۱۲۴ نمبر لے کر پہلی پوزیشن اور صوابی کے جناب محمد امان اللہ صاحب نے ۱۲۳ نمبر لے کر دوسری پوزیشن اور شور کوٹ کے جناب جاوید اختر فاروقی نے ۱۲۱ نمبر لے کر تیسری پوزیشن حاصل کی۔ ذیل میں شرکاء کی فہرست ملاحظہ فرمائیں:

رول نمبر	نام	علاقہ
۱:	مہر عبدالستار	بہاولپور
۲:	افتخار محمد ابوبکر	پشاور
۳:	عمر فاروق	چناب نگر
۴:	نورالدین	میرپورخاص
۵:	طارق اسمٰعیل	میاں چنوں
۶:	سکندر ذوالقرنین	سکھر
۷:	غلام محمد افغان	ایبٹ آباد
۸:	محمد اسحٰق	اٹک
۹:	حافظ اللہ دتہ	چنیوٹ
۱۰:	محمد آصف	کھاریاں
۱۱:	عبدالرحمٰن افغانی	افغانستان
۱۲:	محمد رضوان	جڑانوالہ
۱۳:	احسان الحق	تلہ گنگ
۱۴:	ظہور احمد	شاہ پور
۱۵:	محمد افضل	میلسی
۱۶:	محمد امان اللہ	صوابی
۱۷:	محمد فیصل	اٹک
۱۸:	منظور حسین اعوان	مظفر آباد
۱۹:	ذوالفقار احمد	مانسہرہ
۲۰:	محمد اعظم	بالاکوٹ
۲۱:	انور خان	چارسدہ
۲۲:	سعید اللہ	چارسدہ
۲۳:	رضا اللہ	راولپنڈی
۲۴:	محمد اسرائیل کشمیری	مظفر آباد
۲۵:	عبدالجلیل	کرک
۲۶:	ضیأ الاسلام	بالاکنڈ
۲۷:	محمد عمر طاہر	ہری پور
۲۸:	حق نواز	مانسہرہ
۲۹:	سید محمد عرفان	مردان
۳۰:	محمد آفاق عباسی	مری
۳۱:	انوار الحق ندیم	ٹوبہ ٹیک سنگھ

ختم نبوۃ

۳۲:	نور محمد زنگو	چنیوٹ	۶۳:	خالد محمود درخواستی	بہاولپور	۹۴:	حفیظ اللہ	خیرپور
۳۳:	عبدالمتین	زیارت	۶۴:	بشیر احمد	ٹوبہ ٹیک سنگھ	۹۵:	امداداللہ احقر	میرپور خاص
۳۴:	عبدالناصر	زیارت	۶۵:	محمد حنیف	گوجرہ	۹۶:	عبدالماجد	نوشہرو فیروز
۳۵:	عبیداللہ زاہد	خوشاب	۶۶:	خلیل احمد	سمندری	۹۷:	محمد ندیم	نوشہرو فیروز
۳۶:	محمد رمضان	مظفر گڑھ	۶۷:	محمد عرفان	فیصل آباد	۹۸:	عبدالشکور سندھی	نوشہرو فیروز
۳۷:	انیس الرحمن	رحیم یار خان	۶۸:	غلام یاسین	خان گڑھ	۹۹:	عبدالباسط	نوشہرو فیروز
۳۸:	مسعود احمد	رحیم یار خان	۶۹:	محمد شفیق	دنیاپور	۱۰۰:	نصیر احمد عباسی	نوشہرو فیروز
۳۹:	عامر شہباز	ڈیرہ غازیخان	۷۰:	محمد شریف	ملتان	۱۰۱:	غیر حاضر	
۴۰:	رانا آفتاب احمد	بھکر	۷۱:	حافظ امیر جان	ڈیرہ اسمٰعیل خان	۱۰۲:	عبدالوحید عباسی	نوشہرو فیروز
۴۱:	محمد یامین حمید	لاہور	۷۲:	حافظ لطف الرحمن	ٹانک	۱۰۳:	عبدالباسط	نوشہرو فیروز
۴۲:	محمد جمیل رحیمی	قصور	۷۳:	حبیب الرحمن	ٹانک	۱۰۴:	عبدالجبار	نوشہرو فیروز
۴۳:	عبدالرؤف	میلسی	۷۴:	محمد شریف اطہر	میلسی	۱۰۵:	عزیز الرحمن	نوشہرو فیروز
۴۴:	عبدالشکور قاسمی	آزاد کشمیر	۷۵:	محمد طاہر	احمد پور شرقیہ	۱۰۶:	عبدالسمیع	نوشہرو فیروز
۴۵:	شوکت الاسلام	دیر	۷۶:	محمد شریف نعمانی	میلسی	۱۰۷:	عطاءاللہ	نوشہرو فیروز
۴۶:	ضیاالرحمن	مظفر آباد	۷۷:	محمد ظفر اقبال	بھلوال	۱۰۸:	عبدالعزیز لغاری	سانگھڑ
۴۷:	محمد اقبال	بہاولنگر	۷۸:	غلام اکبر		۱۰۹:	عبدالسمیع	سانگھڑ
۴۸:	محمد یوسف	باغ آزاد کشمیر	۷۹:	عبداللطیف	بھکر	۱۱۰:	ندیم احمد	خیرپور
۴۹:	سلیمان خان	ایبٹ آباد	۸۰:	سمیع اللہ صدیقی	تونسہ شریف	۱۱۱:	محمد حنیف	سانگھڑ
۵۰:	یوسف عمران	مظفر گڑھ	۸۱:	اللہ دتہ	جھنگ	۱۱۲:	عبدالکریم	سانگھڑ
۵۱:	سلطان محمود	خانیوال	۸۲:	بلال احمد	جتوئی	۱۱۳:	وارث علی	اوکاڑہ
۵۲:	غیر حاضر		۸۳:	طاہر فاروق	بالاکوٹ	۱۱۴:	جاوید اقبال	مظفر آباد
۵۳:	حافظ عبدالشکور ندیم	گوجرانوالہ	۸۴:	منظور احمد	شکارپور	۱۱۵:	محمد آصف	ڈسکہ
۵۴:	قاری نجم الدین	ایبٹ آباد	۸۵:	محمد بلال عباسی	نوشہرو فیروز	۱۱۶:	محمد نعیم	ڈسکہ
۵۵:	عبدالصبور	بہاولپور	۸۶:	محمد قاسم	خیرپور میرس	۱۱۷:	خلیل احمد	کہروڑ پکا
۵۶:	طارق محمود	لودھراں	۸۷:	عبدالخالق	شکارپور	۱۱۸:	خالد محمود	شہداد پور
۵۷:	خالد محمود	بہاولپور	۸۸:	دلاور حسین	حیدرآباد	۱۱۹:	محمد اختر	لودھراں
۵۸:	محمد عابد	بہاولپور	۸۹:	عبدالرؤف سندھی	نوشہرو فیروز	۱۲۰:	محمد یعقوب	اٹک
۵۹:	خالد محمود	بہاولپور	۹۰:	مولا بخش	نواب شاہ	۱۲۱:	عبدالستار	میرپور خاص
۶۰:	محمد صادق	بہاولپور	۹۱:	نعیم اللہ	خیرپور میرس	۱۲۲:	سجاد حسین شاہ	مانسہرہ
۶۱:	محمد منیر	بہاولپور	۹۲:	عبدالقدوس	شکارپور	۱۲۳:	محمد انور	ڈسکہ
۶۲:	محمد اقبال	بہاولپور	۹۳:	عبداللہ عابد	خیرپور	۱۲۴:	محمد اکرم	میلسی

ختم نبوت

قسط نمبر ۱

تاریخی ڈائری

اسلام میں زیب و زینت کی حدود

از: حافظ محمد سعید لدھیانوی

کتاب اللباس:

اللہ تعالیٰ کا فرمان: "اے پیغمبر کہہ دیجئے کس نے زیب و زینت کی چیزیں حرام کیں جو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے نکالیں (یعنی عمدہ لباس)" اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "کھاؤ، پیو، پہنو، خیرات کرو لیکن اسراف نہ کرو حد سے نہ بڑھ جاؤ اور تکبر و غرور نہ کرو۔"

لباس کا تعارف:

لباس لبس سے ہے یعنی پہننا، عرف عام میں لباس ان کپڑوں کو کہا جاتا ہے جو ستر ڈھانپنے کے لئے استعمال کئے جائیں۔ عورت اور مرد کے بدن کا وہ حصہ جسے عربی میں عورۃ، اردو اور فارسی میں ستر کہا جاتا ہے، اس کا چھپانا، شرعی عقلی اور طبعی طور پر فرض ہے۔ لباس صرف انسان کی خصوصیت ہے جانور اور فرشتہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ لباس قادر مطلق کی عظیم نعمت ہے۔ ستر پوشی کا فریضہ ابتدائے آفرینش سے چلا آرہا ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں میں فرض رہا بلکہ شرائع کے وجود سے پہلے بھی جب شجر ممنوعہ کھانے کی وجہ سے حضرت آدم و حوا علیہما السلام کا لباس اتر گیا اور ستر کھل گیا تو وہاں بھی آدم علیہ السلام نے ستر کھلا رکھنا جائز نہیں سمجھا۔ اس لئے دونوں جنت کے پتوں سے جسم ڈھانپنے لگے۔

دنیا میں آنے کے بعد آدم و حوا علیہما السلام سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر پیغمبر کی شریعت میں ستر چھپانا فرض رہا، اعضائے مستورہ کی تعیین و تحدید میں تو اختلاف ہو سکتا ہے لیکن اصل فرضیت ستر عورۃ کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور یہ فرض ہر انسان مرد و عورت پر فی نفسہٖ عائد ہوتا ہے خواہ کوئی دوسرا دیکھنے والا ہو یا نہ ہو، اسی لئے مسئلہ ہے کہ اگر کوئی شخص اندھیری رات میں ننگا نماز پڑھے حالانکہ ستر چھپانے کے قابل کپڑا اس کے پاس موجود ہو تو یہ نماز بالاتفاق ناجائز ہے حالانکہ اس کو ننگا کسی نے نہیں دیکھا۔

(بحوالہ البحر الرائق)

لباس کے دو فائدہ ہیں:

(۱) ایک تو سردی، گرمی سے حفاظت کے لئے ہیں۔

(۲) ستر پوشی کے لئے اور انسانی لباس کا اصل مقصد ستر پوشی ہے اور یہی اس کا عام جانوروں سے امتیاز ہے کہ جانوروں کا لباس جو قدرتی طور پر ان کے بدن کا جزو بنا دیا گیا ہے، اس کا کام صرف سردی، گرمی سے حفاظت یا زینت ہے، ستر پوشی کا اس میں اتنا اہتمام نہیں ہے۔

لباس کی اقسام:

(۱) یواری سوآتکم اسواۃ: یہ سوأۃ کی جمع ہے یعنی وہ اعضاء انسانی جن کے کھلنے کو انسان فطرۃً قابل شرم سمجھتا ہے، یعنی ہم نے تمہاری صلاح و فلاح کے لئے ایک ایسا لباس اتارا جس سے تم اپنے قابل شرم اعضاء کو چھپا سکو۔

(۲) ریشا ! ریش: اس لباس کو کہا جاتا ہے جو آدمی زیب و زینت کے لئے استعمال کرتا ہے، مطلب یہ ہے کہ صرف ستر چھپانے کے لئے تو مختصر سا لباس کافی تھا مگر ہم نے تم کو زیادہ لباس اس لئے عطا فرمایا تاکہ تم زینت و جمال حاصل کر سکو اور اپنی ہیئت کو شائستہ بنا سکو۔

(۳) ولباس التقویٰ ذلک خیر! لباس التقویٰ سے مراد امام التفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک عمل صالح اور اللہ رب العزت کا خوف ہے، اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ جس طرح ظاہری لباس کے ذریعہ ستر پوشی اور زینت و تجمل حاصل کی جاتی ہے سب کا اصل مقصد تقویٰ ہے اور اللہ رب العزت کا خوف ہے جس کا ظہور اس کے لباس میں اس طرح سے ہونا چاہئے کہ اس میں ستر پوشی ہو اعضاء کا اور پورا پورا پردہ ہو اور وہ لباس حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق ہو۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ایک بدکار آدمی جس میں خوف خدا ہو اور وہ عمل صالح کا پابند نہ ہو خواہ کتنے ہی پردوں میں ہو انجام کار رسوا اور ذلیل ہو کر رہتا ہے۔

جیسے ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت عثمان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو شخص کوئی بھی عمل کرے گا لوگوں کی نظروں سے چھپا کر اللہ تعالیٰ اس کو عمل کی چادر اڑھا کر اعلان کر دیتے ہیں، نیک عمل ہو تو نیکی کا اور برا عمل ہو تو برائی کی چادر اڑھانے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح بدن پر اوڑھی ہوئی چادر سب کے سامنے ظاہر ہوتی ہے، انسان کا عمل کتنا ہی پوشیدہ ہو اس کے ثمرات و آثار اس کے چہرہ و بدن پر اللہ تعالیٰ ظاہر فرما دیتے ہیں اور اس ارشاد کی سند میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی "ولباس التقویٰ ذلک خیر" الایۃ

کسی نے کیا خوب کہا۔

اذا انت لم تلبس ثیابا من التقی
عریت وان داری القمیص قمیص

"یعنی اگر تو تقویٰ کا لباس پہنے ہوئے نہیں تو در حقیقت تو برہنہ ہے اگرچہ ظاہر میں کرتا پر کرتا ہو۔"

لباس کیسا ہونا چاہئے اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

حضور ﷺ کا اسوۂ حسنہ :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لباس کو پسند فرماتے تھے جس میں ستر پوشی کا زیادہ اہتمام ہو، اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرتہ کو پسند فرمایا جس میں ستر زیادہ ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام لباسوں میں کرتہ سب سے زیادہ مرغوب تھا۔"

(بحوالہ شمائل ترمذی)

محدث زین الدین عراقیؒ نے کہا کہ کرتہ پہننا مندوب و بہتر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ پسندیدہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ستر پوشی کا اہتمام زیادہ ہے، سلائی کی وجہ سے بدن کو گھیرے رکھتا ہے، بے ستری کا احتمال نہیں رہتا، بخلاف چادر وغیرہ سے، کیونکہ ان میں باندھنے اور دیگر احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ ملا علی قاریؒ نے بیان کیا ہے کہ کرتہ زیادہ ساتر ہوتا ہے اور بدن پر ہلکا ہوتا ہے، اس کے پہننے میں تواضع زیادہ ہوتی ہے۔

(جمع الوسائل ص ۱۰۷)

"اسی ستر کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاجامہ کو پسند فرمایا اور اس کا حکم فرمایا۔ اس میں ستر کا زیادہ اہتمام ہوتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پاجامہ پہنو کیونکہ یہ زیادہ لائق ستر ہے۔"

(بحوالہ کنز العمال ص ۲۱۷ جلد ۱۹)

پاجامہ میں ہی ستر کا مفہوم بالکل واضح ہے لنگی میں ذرا بے احتیاطی ہوتی ہے اور ستر کھل جاتا ہے، بیٹھنے اور لیٹنے میں بے ستری کا اندیشہ رہتا ہے خصوصاً سوتے وقت اس کے برعکس پاجامہ (شلوار) میں بے ستری کا احتمال نہیں ہوتا۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: ظفر اللہ قادیانی

بے لوث اور پر خلوص التجا انہی کے فائدے اور بہتری کے لئے ہے کہ وہ بصیرت سے کام لیں۔

آپ حضرات! ظفر اللہ خان کو اپنے مذہب کے بانی کا صحابی قرار دیتے ہیں اور پھر اپنے صحابی کو رسول کریم (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کے ہم پلہ یا ان سے برتر قرار دیتے ہیں (نعوذ باللہ)۔ آپ نے مندرجہ بالا احوال پڑھے، آپ پر واضح ہے کہ یہ سب مشہور واقعات ظفر اللہ صاحب کے دوستوں، عزیزوں کے بیان کردہ ہی ہیں۔ آپ خود غیر جانبدارانہ اور خوف خدا سے کام لے کر سوچیں کہ کیا ایسا ناکام، نامراد، منحوس اور حرماں نصیب شخص صحابہ رسولؐ کے مرتبہ کا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں، آپ کو اپنے اس قسم کے فرسودہ عقائد سے فوراً توبہ کر کے دامن محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں واپس لوٹ آنا چاہئے اور اپنی عاقبت اور دنیا کو تباہی سے بچالینا چاہئے۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے تم اے قادیاں والو!
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

بقیہ: قادیانی تحریک

کا جذبہ ہے۔ اس طرح کہ اس جماعت کی ممبر شپ باہمی تحفظ اور یقین کی ضمانت ہو جاتی ہے، لیکن اس جماعت کی مضبوطی کا انحصار پاکستان میں اس کی تنظیم پر نہیں۔ آزادی کا آفتاب طلوع ہونے کے بعد بہت کم لوگ ایسے ہیں، جنہوں نے مرزائیت قبول کی لیکن کھلم کھلا علیحدگی اور افتراق کے بے شمار واقعات ظہور پذیر ہو چکے ہیں۔

اب جماعت صرف اپنے بیرون ملک اور خاص طور پر افریقہ کے بعض حصوں میں، جہاں لوگ اسلام کی آواز پر لبیک کہنے کے لئے ہر وقت گوش بر آواز رہتے ہیں۔ اپنے پروپیگنڈے کے سہارے زندہ ہے۔ ربوہ (موجودہ چناب نگر) میں صرف جماعت کا صدر مقام ہے، لیکن اس کے سارے اثر و رسوخ کا دارومدار بیرون ملک کام پر ہے۔

اس جماعت کی پوزیشن کا صحیح جائزہ لینے کے لئے اس کام کے اس پہلو پر نگاہ رکھنا بے حد ضروری ہے۔

تبصرہ کتب

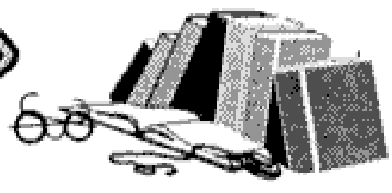

نام کتاب: اسماءاللہ عزو جل

(قرآن وحدیث کے مطابق)

مؤلف: رشید اللہ یعقوب

ضخامت: ۲۵۲ صفحات

ناشر: رحمۃ للعالمین ریسرچ سینٹر، مکان نمبر ۸ زمزمہ اسٹریٹ نمبر ۳، زمزمہ کلفٹن کراچی، پاکستان

کائنات کی ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ثبت ہے اور ہر چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز سے اللہ رب العالمین کی تخلیقی اور دیگر صفات کا عکس نمایاں ہے۔ اکابرین امتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) محدثین، محققین اور علماً حضرات نے اللہ رب العزت کے اسماً الحسنٰی پر قرآن و حدیث کی روشنی میں گرانقدر تحقیقی کام کیا اور مستقبل میں آنے والی نسلوں کے لئے علمی ذخیرہ چھوڑا ہے۔ عصر حاضر میں اگرچہ اسماً الحسنٰی پر بہت سے علماً حضرات کی تحقیقی کاوشوں کے نتیجے میں بہت سی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، لیکن اسماً الحسنٰی پر جناب رشید اللہ یعقوب صاحب کی تحقیقی و علمی کاوش اپنے موضوع پر منفرد تالیف ہے۔ مستقبل کے محققین کو مؤصوف نے ایک نیا اسلوب دیا ہے موصوف کا ذوق سلیم سعادت کی دلیل ہے۔ اس سے قبل موصوف کی تصنیف لطیف "الصلوٰۃ والسلام علی رحمۃ للعالمین" دو جلدوں میں عمدہ اور دیدہ زیب طباعت کے ساتھ علماً کرام کے حلقہ میں مقبول ہو چکی ہے۔ زیر نظر کتاب "اسماً الحسنٰی" کی سینکڑوں کتابوں کی تحقیق و مطالعہ کے بعد، خوبصورت، خوبرو اور دلکش کیلی گرافی کے ساتھ منصۂ شہود پر آئی ہے۔ اسماً الحسنٰی کو قرآن وحدیث کی روشنی میں چھ ابواب میں منقسم کیا گیا ہے اور آرٹ پیپر پر، خوبصورت اسم اللہ عزوجل ہر ورق کے حاشیہ پر بنایا گیا ہے۔ مؤلف کی دو تحقیقی کاوشوں "الصلوٰۃ والسلام علی رحمۃ للعالمین" اور زیر تبصرہ "اسماً اللہ عزوجل" کو ایک نظر بصیر سے دیکھا جائے تو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی توثیق ہوتی ہے۔ یہ کتاب مؤلف کتاب اور قاری دونوں کے لئے تجدید و تقویت ایمان کا باعث بنے گی۔ اللہ رب العالمین مؤلف موصوف کے ذوق سلیم میں ترقی اور مذکور کی تالیف لطیف کو درجہ قبولیت عطا فرمائے۔ (آمین)

نام کتاب: ھواللہ الذی لاالہ الاھو (کیلنڈر)

سیریل نمبر: ۲۶

ناشر: مبین ٹرسٹ پوسٹ بکس نمبر ۱۰۷۴ اسلام آباد۔

اللہ تعالیٰ کے اسماً الحسنٰی جن کا ذکر آیت کریمہ میں آیا ہے: "وللہ الاسماً الحسنٰی فادعوہ بھا" (اور اللہ تعالیٰ کے سب ہی) نام اچھے ہیں، پس ان ناموں سے اس کو پکارو اور حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماً الحسنٰی جن کے ساتھ دعا مانگنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے ننانوے ہیں جو شخص ان کا احاطہ کرے گا اور پڑھتا رہے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

مبین ٹرسٹ اسلام آباد محتاج تعارف ادارہ نہیں ہے وقتاً فوقتاً عمدہ دینی کتب، رسائل اور خوبصورت عمدہ طباعت کے ساتھ شائع کرتا رہتا ہے، زیر نظر کیلنڈر اسماً الحسنٰی پر مشتمل خوبصورت رنگین آرٹ پیپر پر طباعت، قابل صد تحسین ہے۔ ادارہ اور ناظرین، قارئین کے لئے اللہ تعالیٰ باعث نجات اخروی بنائے۔ (آمین)

کیلنڈر: اسماً سید الاولین رحمۃ للعالمین و خاتم النبیین ﷺ

زیر نظر کیلنڈر، خاصہ کائنات محبوب رب العالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماً گرامی پر مشتمل رنگین خوبصورت کیلنڈر ہے جو پہلی نظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر درود بھیجنے کی ترغیب دیتا ہے جو خاتم الانبیاً صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے محبت کا عمدہ اظہار ہے۔ اللہ تعالیٰ مبین ٹرسٹ کے جملہ کارکنان کو جزائے خیر اور قارئین و ناظرین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک بھیجنے کی توفیق عطا فرمائے اور بروز محشر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔ (آمین)

مبین ٹرسٹ اسلام آباد کی ایک اور "شعب الایمان" سے موسوم ایک خوبصورت اور دیدہ زیب کا چار رنگ عمدہ طباعت کے ساتھ کیلنڈر شائع کیا ہے جس کے درمیان میں "دل" کی تصویر نمایاں ہے جس میں "الایمان باللہ" کی خوبصورت کیلی گرافی کی گئی ہے دائیں "دل کے اعمال" کا چارٹ اور بائیں "بدن کے اعمال" کا چارٹ نمایاں کیا گیا ہے۔ دائیں طرف اللہ پر ایمان، فرشتوں پر ایمان، اللہ کی نازل کردہ آسمانی کتب پر ایمان، اللہ کے رسولوں پر ایمان، قیامت پر ایمان، اور تقدیر پر ایمان۔ دائروں کی شکل میں نمایاں کئے گئے ہیں۔ اور آخر میں کیلنڈر پر نمایاں کئے گئے اعمال "اعمال ایمان" اعمال دل اور اعمال البدن کے چارٹس کے حوالہ جات لکھ دیئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مبین ٹرسٹ کے مہتمم اور ادارہ کے دیگر کارکنان کو قارئین و ناظرین کے لئے تجدید و توثیق ایمان کا اہتمام کرنے کا اجر عظیم عطا فرمائے اور قارئین و ناظرین کے لئے تقویت ایمان کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

دیکھا ہے وہ عالم کہ فراموش نہ ہوگا

شاہ بلیغ الدین

اب مدینہ منورہ کو روضہ رسولؐ کی زیارت کے لیے اور مسجد نبویؐ اور نمازوں کی تمنا کے لیے جائیے۔ مدینہ کی طرف سفر کے دوران درود و سلام کا ورد جاری رکھئے۔ مستحب یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے پہلے غسل ورنہ وضو تو ضرور ہی کر لیجئے' خوشبو لگائیے اور دعا کیجئے کہ اے مولا! مجھے یہاں صدق اور صفا سے لا اور صدق و صفا کے ساتھ یہاں سے لے جا۔ اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دے۔ یہ تیرے نبی ﷺ کا حرم ہے۔ اسے میرے لیے دوزخ سے بچنے' عذاب سے محفوظ رہنے اور حساب و کتاب کی سختی سے بچ نکلنے کا ذریعہ بنا اور روضہ اقدس کی زیارت کی نعمت سے چشم و دل روشن کر' علم دے' بخشش عطا کر اور میرے لیے بہترین دن اپنی ملاقات کا دن بنا۔ گنبد خضریٰ سامنے ہے' اب روضہ مبارک پر حاضر ہوں' سلام کرنے کی سعادت حاصل ہوگی۔ حضور ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے کچھ صدقہ و خیرات کرتے جائیے۔ دعائیں مانگتے ہوئے باب جبرئیل سے مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہو جائیں۔ ریاض الجنۃ میں' جو منبر رسول ﷺ اور روضہ اقدس کی درمیانی جگہ ہے' دو رکعت پڑھئے۔ پہلی رکعت میں قل یاایھاالکافرون اور دوسری رکعت میں قل ھواللہ احد پڑھئے۔

جس وقت مسجد نبویؐ میں داخل ہو رہے ہوں' اگر جماعت ہو رہی ہو تو زہے نصیب اس میں شامل ہو جائیے۔ تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گا۔ نماز سے فارغ ہو کر روضہ مبارک پر حاضری دیجئے۔ سرہانے کے ستون سے دو چار قدم کے فاصلے پر کھڑے ہو جائیے۔ روضہ اقدس کی طرف آپ کا منہ ہوگا اور پیٹھ قبلہ کی طرف ہوگی۔ اب سراپا عجز و انکساری بن کر اور دل سے ہر دوسری تمنا

رخصت کر کے سلام عرض کیجئے۔ السلام وعلیک یارسول اللہ' السلام علیک یا حبیب اللہ' السلام وعلیک یا رحمت اللعالمین اس کے بعد جس جس نے سلام پہنچانے کو کہا ہے اس کا سلام پہنچایئے۔ حضورؐ سے شفاعت کی دعا مانگئے اور خلوص سے درود شریف پڑھئے۔ دائیں طرف ایک قدم بڑھیں تو سیدنا ابو بکر صدیقؓ کا مزار ہے۔ یہاں بھی سلام عرض کیجئے۔ پھر ایک قدم مزید آگے بڑھئے۔ یہاں سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کا مدفن ہے۔ سلام عرض کیجئے۔ یہاں سے بائیں جانب اتنا ہٹئے کہ آپ دونوں حضرات کے مزاروں کے درمیان آجائیں۔ یہاں دونوں پر ایک ساتھ سلام بھیجئے۔ کسی نے سلام پہنچانے کو کہا ہے تو اس کا سلام پہنچایئے۔ اس کے بعد حضور ﷺ کے مزار پر آئیں اور خلوص دل سے درود پڑھیں اور دعائیں کریں۔ یہاں سے فارغ ہو کر ستون ابو لبابہؓ کے پاس دو رکعت نماز پڑھیں۔ یہ توبہ کا مقام ہے۔ پھر منبر رسول ﷺ کے پاس آکر دعا مانگئے۔ پھر ستون حنانہ پر دعا مانگئے۔ اس کے بعد مسجد نبوی ﷺ کے باقی پانچ ستونوں کے پاس کھڑے ہو کر دعائیں مانگئے۔ جب بھی موقع ملے' ان کے پاس سنتیں اور نفلیں پڑھئے۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ مسجد نبوی ﷺ میں ایک نماز کا ثواب ہزاروں نمازوں سے زیادہ ہے۔ حضرت انسؓ کا کہنا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں ادا کرے تو اس کے لیے دوزخ اور نفاق سے نجات لکھ دی جائے گی۔

یاد رکھئے کہ کوئی باجماعت نماز چھوٹنے نہ پائے' ورنہ یہ بڑی بد نصیبی کی بات ہوگی۔ ہر نماز کے بعد حاضری کا موقع ہے۔ مزار اقدس پر سلام اور درود

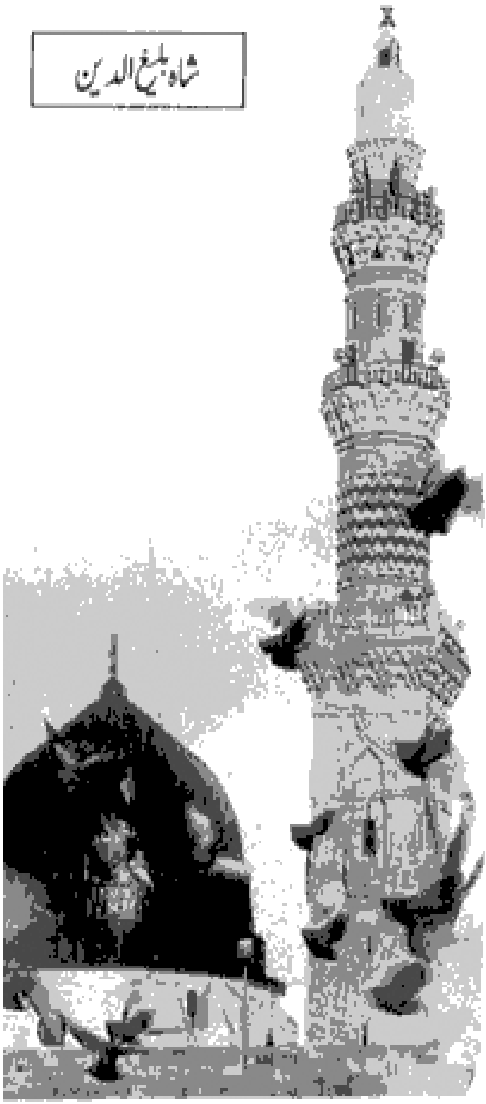

پڑھئے۔ مدینہ منورہ کا قبرستان' جسے جنت البقیع کہتے ہیں' مبارک جگہ ہے۔ یہاں امہات المومنین حضور ﷺ کی صاحبزادیاں' حضرت عثمانؓ' حضرت عباسؓ بڑے بڑے صحابہ کرام' اولیا اور عظیم ہستیاں مدفون ہیں۔ جمعہ کے روز حاضری باعث سعادت ہے۔ دامن احد میں شہدائے احد کے مزارات ہیں۔ وہاں حاضری کی سعادت بھی حاصل کیجئے۔ جب واپسی کا وقت آئے تو محراب رسول ﷺ میں دو رکعت نماز پڑھ کر سلام رخصت عرض کر کے واپسی کیجئے۔ گھر پہنچ کر دو رکعت نماز شکرانہ ادا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بانصیب اور بامراد لوٹایا۔

گزرے ہیں وہ لمحے کہ سدا یاد رہیں گے
دیکھا ہے وہ عالم کہ فراموش نہ ہوگا

●●

ردقادیانیت پر علماء کرام کی سہ ماہی تربیتی کلاس

......عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں گاہے بگاہے ردقادیانیت پر تیاری کے لئے فارغ التحصیل علماء کرام کی سہ ماہی کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

......10 شوال 1421ھ سے ایک کلاس جاری کی جارہی ہے۔ یہ کلاس 30 ذی الحجہ 1421ھ کو اختتام پذیر ہو گی۔

...... جو حضرات اس میں شریک ہونا چاہیں وہ درخواستیں بھجوادیں۔

...... کلاس میں شرکت کے خواہش مند حضرات کا وفاق المدارس پاکستان یا کسی مستند دینی ادارہ کا جید جدامیں سند یافتہ ہونا ضروری ہے۔

......ان حضرات کو قیام و خوراک کے علاوہ آٹھ سو روپے ماہانہ وظیفہ بھی دیا جائے گا۔

......امتحان پاس کرنے والے حضرات کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ تبلیغ میں بطور مبلغ کے بھی رکھا جاسکتا ہے۔

...... جملہ خواہش مند رفقاء سادہ کاغذ پر بمعہ مکمل پتہ کے درخواست بھجوادیں اور سندات ہمراہ لف کریں۔

...... تعلیم 10 شوال کو شروع ہو جائے گی۔

درخواست و رابطہ کیلئے:

مرکزی ناظم اعلیٰ

(مولانا) عزیزالرحمٰن جالندھری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122